Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ترتیب و تحریر

صفحہ

اداریہ ....وطنِ عزیز میں ایک بار پھر دھماکوں کی لہر.........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط149)..... عورتوں کو نکاحِ ثانی سے روکنے کی ممانعت........// // 5

درسِ حدیث ....نینداور موت میں مشابہت...............// // 12

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

حضرت تھانوی وسید سلیمان ندوی کی مکاتبت اور فقہِ ولی اللّٰہی..................مفتی محمد رضوان 18

مباحث روح وبدن..مفتی محمد امجد حسین 31

بچوں کی تعلیم وتربیت..قاری جمیل احمد 39

تعمیرِ پاکستان سکول کے پانچویں سال کی کارگزاری.......................مولانا محمد الطاف 43

ماہِ صفر: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات......................مولانا طارق محمود 45

علم کے مینار:.. عبادت وریاضت میں امام ابوحنیفہ کا مقام (حصہ دوم)......مولانا غلام بلال 47

تذکرۂ اولیاء:............حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دین میں مضبوطی اور قوت...مفتی محمد ناصر 51

پیارے بچو!..........گفتگو کے آداب............................مولانا محمد ریحان 55

بزمِ خواتین ....ازواج مطہرات کے نکاح (قسط10)............مفتی طلحہ مدثر 57

آپ کے دینی مسائل کا حل... ایک نماز کی قضاء پر ایک ”حقب“ عذاب کی تحقیق (قسط2)...ادارہ 65

کیا آپ جانتے ہیں؟.......... سونے اور جاگنے کے آداب (قسط2).....مفتی محمد رضوان 76

عبرت کدہ .... عہدہ ومنصب کے لیے دو بنیادی شرائط.....مولانا طارق محمود 80

طب وصحت.......چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط8).......مفتی محمد رضوان 84

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز.........................مفتی محمد امجد حسین 89

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 91

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

وطنِ عزیز میں ایک بار پھر دھماکوں کی لہر

گزشتہ کچھ عرصہ سے الحمدللہ تعالیٰ وطنِ عزیز میں بم دھماکوں میں کافی حد تک کمی واقع ہوگئی تھی، اور ایک مرحلہ پر محسوس ہوتا تھا کہ اب الحمدللہ تعالیٰ یہ سلسلہ وطنِ عزیز میں موقوف ہوگیا ہے۔

لیکن گزشتہ چند ہفتوں سے وطنِ عزیز کے مختلف حصوں میں پے در پے چند دھماکے ہونے سے محسوس ہوتا ہے کہ ملک وملت کے دشمنوں اور شر پسندوں نے دوبارہ سر اٹھانا شروع کردیا ہے۔

آخری دھماکوں میں ''سیہون شریف'' کا دھماکہ زیادہ شدت اور وسعت والا محسوس کیا گیا، جس میں سینکڑوں افراد لقمہ اجل بنے، معذور واپاہج وغیرہ ہونے والے افراد کی بڑی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

اس قسم کے دھماکے یا خودکش حملے، جس نوعیت کے بھی ہوں، وہ بہرحال ملک وملت کی ترقی وفلاح کے لیے سخت نقصان دہ اور شرعی اعتبار سے حرام قطعی ہیں، اگرچہ بعض خوارج یا دوسرے تشدد پسند حضرات، مختلف قسم کی تاویلات کے ذریعہ ان کو اسلامی جامہ پہنا کر، بلکہ جہاد یا ''نہی عن المنکر'' کا پُرکشش لیبل لگا کر سندِ جواز یا باعثِ ثواب قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

چنانچہ مزارات یا درباروں پر عرس، یا میلے وغیرہ کی تقاریب پر توحید وسنت کا داعی ایک شدت پسند طبقہ شرک وقبر پرستی کا عنوان لگا کر اس قسم کے اعمال وافعال کے مرتکبین کو مشرک یا مرتد اور پھر اس کے نتیجہ میں واجب القتل خیال کرتا ہے، جس کے نتیجے میں ایسے مقامات پر تشدد ودھماکوں یا خودکش حملوں کے لیے مختلف افراد کا ذہن بنتا ہے۔

مگر قرآن وسنت اور فقہی اصولوں کی روشنی میں اس سے کسی طرح اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔

اسلام میں تو کسی مسلمان کے قول وفعل میں جب تک کوئی تاویل ہوسکتی ہو، یہاں تک کہ ننانوے احتمالات کفر کے اور ایک احتمال اسلام کا پایا جاتا ہو، اس وقت بھی کافر ومرتد قرار دینے اور فتنہ وفساد برپا کرنے سے بچنے کا حکم ہے۔

پھر مسلمانوں کے کسی طبقہ وفرقہ سے صرف مسلکی اختلاف ہونے کی بناء پر اس سے جہاد وقتال یا ''نہی عن المنکر'' کا مبارک لیبل لگا کر مسلح جدوجہد کرنے کا کیا جواز بنتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں ایک طبقہ نے جہاد وقتال اور ''نہی عن المنکر'' وغیرہ کی حقیقت وشرائط کو اس قدر بگاڑ کر رکھ دیا ہے کہ جس میں جہاد وقتال اور ''نہی عن المنکر'' کے بنیادی اصول وقواعد کا بھی لحاظ نہیں پایا جاتا۔

کچھ شدت پسند عناصر کی طرف سے اس قسم کے خیالات بھی سامنے آتے ہیں کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے، یا زکاۃ ادا نہیں کرتے، یا اسی طرح کے بعض گناہ کھلے عام کرتے ہیں، ان کو نعوذ باللہ قتل کرنا یا ان کے خلاف مسلح جدوجہد کرنا، یہ دراصل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک شکل ہے۔

اسی طرح بعض عناصر کا کہنا ہے کہ جو لوگ جہاد وقتال نہیں کرتے، ان کی نماز، روزہ وغیرہ، کوئی عبادت بھی قبول بلکہ صحیح نہیں، اور وہ جہاد کے منکر وتارک ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہیں، اور ایسی صورت میں ان کو عین نماز ادا کرنے کی حالت میں قتل کر دینا بھی جہاد وقتال یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حصہ ہے۔

اسی طرح بعض شدت وانتہاء پسند افراد حکومت کی غیر شرعی پالیسیوں وغیرہ کو بنیاد بنا کر اس کے خلاف یا حکومتی اداروں اور فوج کے خلاف مسلح جدوجہد کو جہاد وقتال یا ''نہی عن المنکر'' کا فریضہ قرار دیتے ہیں، جو کہ سراسر غیر اسلامی سوچ اور غلط فہمی پر مبنی ہے، جس کی شرعی اصول وقواعد سے تائید نہیں ہوتی۔

اس قسم کے جہالت در جہالت پر مبنی دعوے کر کے بعض جذباتی اور زندگی سے مایوس یا شہادت کی فضیلتوں کے متلاشی نوجوانوں اور کم عمر بچوں کو بہکا پھسلا کر خودکش حملوں کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

بعض کفریہ طاقتیں بھی اس طرح کی ذہنیت والے نام نہاد علماء تیار کرتی ہیں، اور پھر ان کو مادی وسائل اور معلومات اور ٹارگٹ وغیرہ بھی فراہم کیا جاتا ہے، بعض اوقات میڈیا وغیرہ پر اس قسم کی خبریں نشر کی جاتی ہیں۔

بہر حال واقعہ اور حقیقتِ حال جو کچھ بھی ہو، ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کے تمام مسالک کے مقتداء ورہنما حضرات اس طرح کے جہالت وشدت پر مبنی دعووں اور باتوں کی اصلاح اور امتِ مسلمہ میں اتحاد واعتدال پیدا کرنے اور تشدد کو ختم کرنے کی طرف تحریری وتقریری طور پر اپنی توجہات کو مبذول فرمائیں۔

اور سادہ لوح مسلمانوں کو دین کی صحیح رہنمائی فراہم کریں، تاکہ اسلام دشمن طاقتیں سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے مقاصد میں استعمال کرنے اور کم علم مسلمانوں کی عاقبت خراب کرنے کی سازش میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ ملک وملت کو نفس وشیطان اور کفار اور ملک دشمن عناصر کی سازشوں اور تلبیسوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

(سورہ بقرہ: قسط نمبر 149، آیت نمبر 232)

مفتی محمد رضوان

عورتوں کو نکاحِ ثانی سے روکنے کی ممانعت

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۳۲)

ترجمہ: اور جب تم طلاق دے دو عورتوں کو، پھر پہنچ جائیں وہ اپنی مدت (یعنی عدت) کو تو مت روکو تم ان کو، یہ کہ نکاح کریں وہ اپنے شوہروں سے، جب راضی ہوں وہ آپس میں اچھے طریقہ پر، یہ (جو حکم گزرا) نصیحت کی جاتی ہے اس کے ذریعہ سے، اس کو جو تم میں سے ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر، یہ زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے لیے، اور زیادہ پاکی کا ذریعہ ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ جس عورت کو اس کا شوہر طلاق دے دے، اور اسی حال میں عورت کی عدت بھی پوری ہو جائے، تو اب اس کے بعد اس عورت کو دوسرے نکاح سے منع کرنا یا روکنا جائز نہیں۔ پس اگر پہلے شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی تھیں، اور اب یہ عورت اور اس کا سابق شوہر دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہیں، یا یہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے، تو اس سے روکنا جائز نہیں۔

اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مطلقہ اور اسی طرح بیوہ عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا منع ہے، جیسا کہ آج کل بعض علاقوں میں رواج ہے کہ اگر عورت کو اس کا شوہر طلاق دے دے، یا کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے، تو اس کا دوسرا نکاح کرنا گوارا نہیں کیا جاتا، یا تو اس وجہ سے کہ دوسرے نکاح کو غیرت وعزت کے خلاف سمجھا جاتا ہے، یا پھر اس کے مال اور میراث کے حصہ پر قبضہ کرنے اور دوسرے خاندان میں منتقل ہونے کے ڈر سے دوسرا نکاح نہیں کرنے دیا جاتا، جبکہ بعض خاندانوں میں عورت سے نکاح کچھ رقم دے کر کیا جاتا ہے، اور اس کے بعد اس عورت کو اپنی مملوک چیز کی طرح سمجھا جاتا ہے، اسی لیے اس کا

نکاح کسی غیر خاندان میں کرنے کو برداشت نہیں کیا جاتا، اور اس عورت کو عمر بھر اسی طرح بٹھانا ضروری سمجھا جاتا ہے، اس طرح کی تمام صورتیں منع اور گناہ ہیں۔

مذکورہ آیت کے نازل ہونے کا جو واقعہ حدیث میں آیا ہے، اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت حسن سے روایت ہے کہ:

(فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ) قَالَ :حَدَّثَنِی مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ، قَالَ :زَوَّجْتُ أُخْتًا لِی مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ لَهُ : زَوَّجْتُکَ وَفَرَشْتُکَ وَأَکْرَمْتُکَ، فَطَلَّقْتَهَا، ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا، لاَ وَاللَّهِ لاَ تَعُودُ إِلَيْکَ أَبَدًا، وَکَانَ رَجُلًا لاَ بَأْسَ بِهِ، وَکَانَتِ المَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الآيَةَ :(فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ) فَقُلْتُ :الآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۵۱۳۰)

ترجمہ: سورہ بقرہ کی یہ آیت کہ ”فلا تعضلوھن“ کے بارے میں مجھے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ ان کے متعلق نازل ہوئی، حضرت معقل بن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا، اس نے میری بہن کو طلاق دے دی، یہاں تک کہ جب اس کی عدت پوری ہوگئی، تو دوبارہ اس نے آ کر اس کے نکاح کا پیغام دیا، میں نے اس کو جواب دیا کہ ایک بار میں نے اپنی بہن کا نکاح آپ سے کر دیا تھا، اور اس کو آپ کی بیوی بنا کر تمہیں عزت بخش دی تھی، مگر آپ نے اسے طلاق دے دی، پھر اب دوبارہ آپ اس کے نکاح کا پیغام لے کر آ گئے، اللہ کی قسم! وہ دوبارہ آپ کے پاس کبھی بھی لوٹ کر نہیں آ سکتی (حضرت معقل فرماتے ہیں کہ) اس شخص (یعنی میری بہن کے سابق شوہر) میں کوئی عیب نہیں تھا، اور عورت (یعنی میری بہن) بھی اس کی طرف لوٹ کر جانا چاہتی تھی۔

تو اللہ نے سورہ بقرہ کی یہی آیت نازل فرمائی کہ ”فلا تعضلوھن“ پھر میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اب میں اس کا نکاح کر دوں گا، تو انہوں نے اپنی اس بہن کا نکاح اس کے سابق شوہر سے کر دیا (بخاری)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ، كَانَتْ أُخْتُهُ تَحْتَ رَجُلٍ، فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلَّى عَنْهَا، حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا، فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذَلِكَ أَنَفًا، فَقَالَ: خَلَّى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَخْطُبُهَا، فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: (وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ، فَتَرَكَ الحَمِيَّةَ وَاسْتَقَادَ لِأَمْرِ اللَّهِ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۵۳۳۱)

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار کی بہن ایک شخص کے نکاح میں تھی، ان کے شوہر نے اسے طلاق دیدی، پھر ان سے علیحدگی اختیار کرلی، یہاں تک کہ ان کی عدت گذر گئی، پھر اس شخص نے دوبارہ ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، حضرت معقل نے اس کو برا سمجھتے ہوئے اس سے بچنا چاہا اور کہا کہ جب وہ اس (یعنی میری بہن) پر (رجوع وغیرہ کرکے) قادر تھا، اس وقت تو میری بہن سے علیحدہ رہا، اب نکاح کا پیغام دیتا ہے، تو حضرت معقل اپنی بہن اور اس کے شوہر کے نکاح کے درمیان رکاوٹ بن گئے، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ" آخر تک، پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر یہ آیت سنائی، تو انہوں نے اپنی طرف سے نکاح میں ڈالی ہوئی رکاوٹ کو ترک کردیا، اور اللہ کے حکم کی اطاعت کی (بخاری)

بعض روایات میں یہ بھی صراحت ہے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بعد میں اپنی قسم کا کفارہ بھی ادا کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے سچے فرمانبردار تھے، چنانچہ مذکورہ آیت کے سنتے ہی حضرت معقل بن یسار کی خفگی دور ہوگئی، اور اس شخص سے اپنی بہن کا دوبارہ نکاح کردیا۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کو اس کا شوہر صرف ایک یا دو طلاقیں دے دے، اور پھر رجوع نہ کرے، اور اس کی عدت ختم ہوجائے، تو عدت ختم ہونے پر خود بخود تیسری طلاق نہیں ہوتی، بلکہ طلاقیں تو اُتنی ہی رہتی ہیں، جتنی دی گئی ہیں، ایک یا دو۔

البتہ عدت گزرنے کے بعد شوہر کو رجوع کا حق ختم ہوجاتا ہے، اوراس کے بعد مرد وعورت دونوں راضی ہوں، تو ہی دوبارہ ان کو نکاح کرنا جائز ہوتا ہے، اوراس صورت میں جتنی طلاقیں دی گئی، وہ معتبر رہتی اور شمار ہوتی ہیں، اور جتنی باقی ہوں، آئندہ صرف اتنی ہی طلاق کا حق باقی رہ جاتا ہے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کوامام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

اس حدیث کونقل کرنے کے بعدامام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الحَسَنِ وَهُوَ عَنِ الحَسَنِ غَرِيبٌ وَفِي هَذَا الحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ لِأَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ كَانَتْ ثَيِّبًا فَلَوْ كَانَ الأَمْرُ إِلَيْهَا دُونَ وَلِيِّهَا لَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تَحْتَجْ إِلَى وَلِيِّهَا مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَإِنَّمَا خَاطَبَ اللَّهُ فِي هَذِهِ الآيَةِ الأَوْلِيَاءَ فَقَالَ: (لَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ) فَفِي هَذِهِ الآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الأَمْرَ إِلَى الأَوْلِيَاءِ فِي التَّزْوِيجِ مَعَ رِضَاهُنَّ (ترمذی، تحت رقم الحدیث ۲۹۸۱)

ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اورکئی سندوں کے ساتھ حضرت حسن سے مروی ہے۔

اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ عورت کا نکاح اس کے ولی کی اجازت کے بغیر جائز نہیں، کیونکہ حضرت معقل بن یسار کی بہن مطلقہ تھیں، پس اگرعورت کو نکاح کا اختیار ہوتا، اور اس کے ولی کو اختیار نہ ہوتا، تو حضرت معقل بن یسار کی بہن خود اپنا نکاح کرلیتیں، اوراپنے ولی حضرت معقل بن یسار کی محتاج نہ ہوتیں، نیز اللہ نے اس آیت میں خطاب اولیاء (یعنی سرپرستوں) کو فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا کہ ''تم نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں وہ اپنے شوہروں

---

[1] عَنِ الحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ زَوَّجَ أُخْتَهُ رَجُلًا مِنَ المُسْلِمِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَتْ عِنْدَهُ مَا كَانَتْ، ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً لَمْ يُرَاجِعْهَا حَتَّى انْقَضَتِ العِدَّةُ، فَهَوِيَهَا وَهَوِيَتْهُ، ثُمَّ خَطَبَهَا مَعَ الخُطَّابِ، فَقَالَ لَهُ: يَا لُكَعُ أَكْرَمْتُكَ بِهَا وَزَوَّجْتُكَهَا فَطَلَّقْتَهَا، وَاللَّهِ لَا تَرْجِعُ إِلَيْكَ أَبَدًا آخِرُ مَا عَلَيْكَ، قَالَ: فَعَلِمَ اللَّهُ حَاجَتَهُ إِلَيْهَا، وَحَاجَتَهَا إِلَى بَعْلِهَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: تَبَارَكَ وَتَعَالَى (وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ) إِلَى قَوْلِهِ -(وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ) فَلَمَّا سَمِعَهَا مَعْقِلٌ قَالَ: سَمْعًا لِرَبِّي وَطَاعَةً، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ: أُزَوِّجُكَ وَأُكْرِمُكَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۹۸۱)

Idara Ghufran

سے" پس اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے نکاح کرنے کا اختیار، ان کے اولیاء (یعنی سرپرستوں) کو حاصل ہے، مگر عورتوں کی رضامندی شرط ہے (ترمذی)

معلوم ہوا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت اور حدیث سے، اس بات پر استدلال کیا ہے کہ عورت کو اپنا نکاح خود سے کرنے کا اختیار نہیں۔

اور جو حضرات عاقل بالغ عورت کو نکاح کا اختیار دیتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں عورتوں کے نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے، جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو خود اپنا نکاح کرنے کا فی الجملہ اختیار حاصل ہے۔

یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک عاقل بالغ لڑکی کو خود سے اپنا نکاح کرنے کا اختیار نہیں، جب تک کہ اس کا ولی وسرپرست یا اس کے ولی کا مجاز ونمائندہ نکاح نہ کرے، البتہ ان حضرات کے نزدیک ولی کو نکاح کرنے کے لئے عاقلہ، بالغہ لڑکی کی رضامندی کا حاصل کرنا ضروری ہے، اور اس کی رضامندی کے بغیر جبراً اس کا نکاح کرنا جائز نہیں۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق، عاقلہ، بالغہ لڑکی ولی کی رضامندی کے بغیر اپنا نکاح منعقد کرسکتی ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق اگر عاقلہ، بالغہ لڑکی اپنے ولی کی رضامندی کے بغیر اپنے کفو میں (یعنی اپنے جوڑ کے لڑکے سے) نکاح کرے، تو نکاح منعقد ہوجاتا ہے، ورنہ نہیں۔

مشائخِ حنفیہ نے اس قول کو فتویٰ کے لئے مختار قرار دیا ہے، اور اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام ابویوسف اور امام محمد کی دیگر روایات بھی ہیں۔

حنفیہ میں سے امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کی ایک روایت کے مطابق عاقلہ، بالغہ لڑکی کا نکاح اس کے ولی کی رضامندی کے بغیر منعقد نہیں ہوتا۔

حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک عورت کے نکاح کا ولی ہونے کے لئے "ذکورۃ" یعنی مرد ہونا بھی شرط ہے، یعنی جس طرح عورت خود اصیل ہونے کی حیثیت سے اپنا نکاح منعقد نہیں کرسکتی، اسی طرح وہ دوسرے کا ولی اور وکیل ہونے کی حیثیت سے بھی نکاح منعقد نہیں کرسکتی۔

تفصیلی دلائل کے لیے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ ’’ولی کی رضا کے بغیر نکاح کا حکم‘‘

مذکورہ آیت میں عورت کو دوسرا نکاح کرنے سے روکنے کی ممانعت بیان فرما کر پہلے یہ فرمایا گیا کہ:

’’ذٰلِکَ یُوۡعَظُ بِہٖ مَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ‘‘

’’یہ (جو حکم گزرا) نصیحت کی جاتی ہے اس کے ذریعہ سے، اس کو جو تم میں سے ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر‘‘

جس سے اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ جو نصیحت کی گئی، اس پر عمل کیا جائے، ورنہ اللہ اور آخرت پر ایمان میں کمزوری کی علامت ہوگی۔

دوسری بات یہ فرمائی گئی کہ:

’’ذٰلِکُمۡ اَزۡکٰی لَکُمۡ وَاَطۡهَرُ ‘‘

’’یہ زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے لیے، اور زیادہ پاکی کا ذریعہ ہے‘‘

جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ اور اس جیسے اللہ کے بیان کردہ احکام ونصائح پر عمل کرنے کے ذریعہ سے ظاہری و باطنی گناہوں کی آلودگی اور گندگی سے پاکیزگی اور طہارت وصفائی حاصل ہوتی ہے، مثلاً نکاح کرنے سے زوجین زنا وغیرہ سے محفوظ رہ کر پاکیزگی حاصل کرتے ہیں، اور دل غلط افکار سے پاک ہوجاتے ہیں، اور نکاح سے روکنے پر یہ گناہ لازم آتے ہیں، اور خود نکاح سے روک کر دوسرے پر ظلم و زیادتی دنیا وآخرت کی تباہی وغلاظت کا ذریعہ بھی ہے۔

تیسری بات یہ فرمائی گئی کہ:

’’وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ‘‘

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جو احکام ونصائح بیان کرتا ہے، جن میں مطلقہ یا بیوہ عورتوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت کا حکم بھی داخل ہے، اس کے نتائج سے اللہ خوب واقف ہے کہ ان احکام پر عمل پیرا ہونے سے دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی حاصل ہوتی ہے، اور خلاف ورزی پر شر اور فساد وبگاڑ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگرچہ تم اس کا علم نہیں رکھتے، مگر حقیقت یہی ہے۔

ہندوستان، پاکستان کے اکابر کی تائیدات وتصدیقات
کے ساتھ اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن

بسلسلہ:اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات
کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ وفکرِ ولیُ اللّٰہی اور مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آراء، تحریرات وفتاویٰ
مؤلف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اصلاح وترمیم شدہ جدید ایڈیشن

ماہِ محرمُ الحرام
کے
فضائل واحکام

اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام کے سلسلے میں ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام
ماہِ محرمُ الحرام سے اسلامی سال کے آغاز وسنِ ہجری کا تعلق
دینی احکام میں اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت
دس محرم کے دن نفلی روزہ وغیرہ کی فضیلت واہمیت اور متفرق احکام
مؤلف
مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل
اور
بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جاقیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط
مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد1

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق
مصنّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ
کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نینداور موت میں مشابہت

قرآن وسنت میں نیند کو موت یا وفات سے تعبیر کیا گیا ہے، اور ان دونوں میں مشابہت قرار دے کر اور ایک دوسرے کے قریب کر کے پیش کیا گیا ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

نیند موت کی بہن ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلنَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ، وَلَا يَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ

(المعجم الاوسط، رقم الحديث ٨٨١٦، و رقم الحديث ٩١٩) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند موت کی بہن ہے، اور اہلِ جنت سوئیں گے نہیں (طبرانی)

مطلب واضح ہے کہ جس طرح بہن بھائی کی اصل اور جڑ ایک ہوتی ہے، اور دونوں کا ایک باپ یا ماں سے تعلق ہوتا ہے، اسی طرح نیند اور موت بھی ایک اصل سے تعلق رکھتے ہیں، اور جنت میں موت کا وجود نہیں، اس لئے اہلِ جنت کو سونے اور نیند کرنے کی ضرورت نہیں، اور جنت میں اللہ تعالیٰ نے عیش وراحت اور چین وسکون کے لئے نیند سے اعلیٰ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، اس لئے جنت میں نیند کی ضرورت بھی نہیں۔

نیند میں روحوں کا قبض کر لیا جانا، جاگنے پر لوٹا دیا جانا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني فى الأوسط، والبزار، ورجال البزار رجال الصحيح (مجمع الزوائد، رقم الحديث ١٨٧٤٠، باب أهل الجنة لا ينامون)

وقال الالباني: وبالجملة، فالحديث صحيح من بعض طرقه عن جابر، والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، ج٣ ص ٧٤، تحت رقم الحديث ١٠٨٧)

Idara Ghufran

حِيۡنَ نَامُوۡا عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرۡوَاحَكُمۡ حِيۡنَ شَاءَ، وَرَدَّهَا حِيۡنَ شَاءَ، فَقَضَوۡا حَوَائِجَهُمۡ، وَتَوَضَّئُوۡا إِلٰى أَنۡ طَلَعَتِ الشَّمۡسُ وَابۡيَضَّتۡ، فَقَامَ فَصَلّٰى (بخاری، رقم الحدیث ۷۴۷۱)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام ایک مرتبہ سفر میں فجر کی) نماز کے وقت جب سوتے رہ گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیدار ہونے کے بعد) فرمایا کہ بے شک اللہ تمہاری روحوں کو جب چاہے قبض کر لیتا ہے اور جب چاہے واپس لوٹا دیتا ہے، پھر انہوں نے قضائے حاجت کی، اور وضو کیا، یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو کر روشن ہو چکا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اور آپ نے نماز پڑھائی (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کے وقت اللہ کی طرف سے روحوں کو قبض کر لیا جانا بتلایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ذی مخمر حبشی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَرَّطۡنَا، قَالَ لَا، قَبَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَرۡوَاحَنَا وَقَدۡ رَدَّهَا إِلَيۡنَا، وَقَدۡ صَلَّيۡنَا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: تو ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم نے (فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے) کوتاہی کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اللہ عزوجل نے ہماری روحوں کو قبض کر لیا تھا، اور اُن کو ہماری طرف لوٹا دیا، اور ہم نے نماز پڑھ لی (مسند احمد)

حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے مروی ایک مرسل روایت میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرۡوَاحَنَا، وَلَوۡ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيۡنَا فِيۡ حِيۡنٍ غَيۡرِ هٰذَا (موطا مالک، باب النوم عن الصلاۃ)

---

[1] رقم الحديث ۱۶۸۲۴، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۴۶۶۲، مسندالشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۷۴)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط، ورجال أحمد ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۹۴، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

ترجمہ: تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے ہماری روحوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کرلیا تھا، اور اگر اللہ چاہتا، تو اُن روحوں کو اس وقت کے علاوہ (بعد میں) لوٹا تا (موطا مالک)

اس طرح کی حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذِهِ الْأَرْوَاحَ عَارِيَةٌ فِيْ أَجْسَادِ الْعِبَادِ يَقْبِضُهَا وَيُرْسِلُهَا إِذَا شَاءَ.

ترجمہ: اے لوگو! یہ روحیں بندوں کے جسموں میں عاریت (وامانت) ہیں، اللہ جب چاہے اُن کو قبض کرلیتا ہے، اور جب چاہے واپس کردیتا ہے (بزار) [1]

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرِهِ الَّذِيْ نَامُوْا فِيْهِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ أَرْوَاحَكُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَمَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ (مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۸۹۵) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس سفر میں جس میں وہ سورج طلوع ہونے تک سوتے رہ گئے تھے، فرمایا کہ تم (نیند کی وجہ سے) فوت ہوگئے تھے، تو اللہ نے تمہاری طرف تمہاری

---

[1] وحدثناه عمر بن محمد بن محمد بن الحسن، حدثنا أبی عن عتبة أبی عمرو، عن الشعبی، عن أنس، قال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فی سفر فقال: من يكلأنا الليلة؟ فقلت: أنا فنام ونام الناس ونمت فلم نستيقظ إلا بحر الشمس فقال: أيها الناس إن هذه الأرواح عارية فی أجساد العباد يقبضها ويرسلها إذا شاء فاقضوا حوائجكم على رسلكم فقضينا حوائجنا على رسلنا وتوضأنا وتوضأ النبی صلى الله عليه وسلم وصلى ركعتی الفجر قبل الصلاة، ثم صلى بنا (مسندالبزار، رقم الحدیث ۷۴۷۴)

قال البزار: وهذا الحديث لا نعلم رواه عَن الشَّعبِیّ، عَن أَنَس إلَّا عتبة، ولاَ حدث به إلَّا مُحَمد بن الحسن الأسدی.

وقال الهيثمی: رواه البزار، وفيه عتبة أبو عمرو روى عن الشعبی وروى عنه محمد بن الحسن الأسدی، ولم أجد من ذكره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۰۶، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

[2] قال حسين سليم اسد الدارانی: إسناده صحيح (حاشية مسند ابی يعلی)

وقال الهيثمی: رواه أبو يعلى والطبرانی فی الكبير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۰۳، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

Idara Ghufran

روحوں کو لوٹا دیا ہے، پس جو کوئی نماز سے سوتا رہ جائے تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لے، اور جو کوئی نماز بھول جائے، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے، تو نماز پڑھ لے (ابویعلیٰ)

مذکورہ احادیث وروایات میں سونے کے وقت، اللہ کی طرف سے روحوں کو قبض کر لینے کی وضاحت ہے، جن سے معلوم ہوا کہ نیند میں ایک طرح سے موت واقع ہو جاتی ہے، اور بیدار ہونے یا جاگنے پر اللہ، روحوں کو جسموں میں دوبارہ واپس لوٹاتا ہے۔

سونے سے پہلے اور جاگنے کے بعد کی کئی مسنون دعاؤں سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ نیند میں ایک طرح کی موت واقع ہو جاتی ہے، اور جاگنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک طرح کی حیات وزندگی عطا کی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر آتے تھے، تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْیَا.

یعنی اے اللہ! میں آپ کے نام سے مرتا ہوں، اور زندہ ہوتا ہوں۔

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْہِ النُّشُوْرُ.

یعنی ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے، جس نے ہمیں، ہمارے مرجانے کے بعد زندہ کر دیا، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (بخاری) [1]

سونے سے پہلے اور جاگنے کے بعد کی اس دعاء میں واضح طور پر نیند کو موت کا اور جاگنے کو زندہ ہونے کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیدار ہونے پر یہ دعاء پڑھنی چاہئے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ، وَرَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَأَذِنَ لِیْ بِذِکْرِہٖ.

---

[1] عن حذیفة رضی الله عنه، قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا أخذ مضجعه من اللیل، وضع یده تحت خده، ثم یقول: اللهم باسمک أموت وأحیا وإذا استیقظ قال: الحمد لله الذی أحیانا بعد ما أماتنا وإلیه النشور (بخاری، رقم الحدیث ۶۳۱۴)

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں، جس نے میرے جسم کو عافیت عطاء فرمائی، اور مجھ پر میری روح کو لوٹا دیا، اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق بخشی (ترمذی) [1]

سو کر اُٹھنے کی اس مسنون دعاء میں بھی جاگنے اور بیدار ہونے پر اللہ کی طرف سے روح کو لوٹا دینے کی وضاحت موجود ہے۔

معلوم ہوا کہ جب انسان سو جاتا ہے، تو ایک طرح کی موت واقع ہوجاتی ہے، اور جب انسان سو کر بیدار ہوتا ہے تو وہ گویا کہ ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے، اس لئے اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر لازم ہے، اور موت کی بہن ہونے کی وجہ سے، نیند کو حقیقی موت اور اس کے بعد بروزِ قیامت دوبارہ زندہ ہونے کے یاد کرنے کا ذریعہ بنانا چاہئے، اسی لئے سو کر اُٹھنے کی بعض دعاؤں کے آخر میں قیامت اور حشر کا ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نیند اور موت کو ایک دوسرے سے قریبی تعلق اور مشابہت حاصل ہے، اور ان دونوں میں باہم کئی چیزوں میں ایک دوسرے سے مماثلت پائی جاتی ہے، اسی وجہ سے حدیث میں نیند کو موت کی بہن قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ موت کے بعد انسان کو مخصوص برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے، لیکن ظاہر میں فوت شدہ شخص بے حس و حرکت محسوس ہوتا ہے، اسی طرح نیند میں بھی انسان کو مخصوص زندگی حاصل ہوتی ہے، لیکن ظاہر میں بے حس و حرکت معلوم ہوتا ہے، اور فوت ہونے کے بعد انسان پر اچھے اور برے حالات طاری ہوتے ہیں، اور اس کو خوشی اور غم والے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مثلاً نیک صالح مومن کو مختلف قسم کی نعمتیں وراحتیں حاصل ہوتی ہیں، اور اس کو وسیع اور منور مقامات حاصل ہوتے ہیں، اور اس کے برعکس کافر اور فاسق کو

---

[1] عن أبی هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :إذا قام أحدكم عن فراشه ثم رجع إليه فلينفضه بصنفة إزاره ثلاث مرات، فإنه لا يدرى ما خلفه عليه بعد، فإذا اضطجع فليقل :باسمک ربی وضعت جنبی، وبک أرفعه، فإن أمسکت نفسی فارحمها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحين، فإذا استيقظ فليقل :الحمد لله الذی عافانی فی جسدی، ورد علی روحی وأذن لی بذكره (ترمذی، رقم الحديث ۳۴۰۱)

قال الترمذی: وفی الباب عن جابر، وعائشة:وحديث أبی هريرة حديث حسن، وروى بعضهم هذا الحديث وقال :فلينفضه بداخلة إزاره.

وقال الحافظ العسقلانی: هذا حديث حسن من هذا الوجه بهذا السياق، وأصل شطره الأول صحيح (نتائج الافكار، ج ۱، ص ۱۱۳)

Idara Ghufran

مختلف تکلیفیں اور اذیتیں اٹھانا پڑتی ہیں، تندوتاریک مقام کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن ظاہر میں وہ فوت شدہ شخص بے حس وحرکت ہوتا ہے۔

اسی طرح نیند اور خواب میں بھی انسان اچھے اور بُرے، خوشی اور غم والے حالات سے گزرتا ہے، اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے، لیکن ظاہر میں وہ خواب اور نیند والا شخص بے حس وحرکت محسوس ہوتا ہے، اور نیک بندہ کو قبر میں میٹھی نیند سلایا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اور تکلیف وراحت کا احساس سونے والے کے جسم کو بھی روح کے واسطہ سے ہوتا ہے، چنانچہ جب کوئی خوفناک اور غمناک والمناک خواب دیکھتا ہے، تو گھبرا جاتا ہے، سانس پھول جاتا ہے، اسی طرح قبر وبرزخ میں بھی تکلیف وراحت کا احساس روح کے واسطہ سے جسم کو (جہاں اور جس کیفیت کے ساتھ بھی وہ یا اس کا کوئی بھی جز ہو) محسوس ہوتا ہے، اس فرق کے ساتھ کہ مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات واقعی اور حقیقی نوعیت کے ہوتے ہیں، جبکہ خواب کے تمام حالات اور واقعات اس نوعیت کے نہیں ہوتے، بلکہ اس میں بعض حالات اور واقعات خیالاتی اور نفسیاتی یا شیطانی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں۔

پس جس طرح نیند وخواب کی حالت میں روح کے واسطہ سے جسم کی تکلیف وراحت برحق ہے، اور اس کو ہرکس وناکس یہاں تک کہ غیر مسلم بھی مانتا ہے، اسی طرح قبر وبرزخ میں روح کے واسطہ سے جسم کی تکلیف وراحت برحق ہے، اس کو بھی ماننا چاہئے، کیونکہ اس کی نبی برحق نے خبر دی ہے، اور یہ ایمان کی ضروری باتوں میں سے ہے، مگر افسوس کہ بعض لوگ قبر کے حالات پر طرح طرح کے اعتراضات کر کے شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور ایمان بالغیب کو کمزور کرتے ہیں۔

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

حضرت تھانوی وسید سلیمان ندوی کی مکاتبت اور فقہِ ولی اللّٰہی

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کا تعلق ''ندوۃ العلماء'' سے تھا، جس کی بنیاد اصلاحِ نصاب اور مسلمانوں کے باہمی نزاع بالخصوص فروعی ومجتہد فیہ اُمور میں تشدد وغلو اور باہم تحاسد وتباغض کو ختم کرنے کے لیے رکھی گئی تھی۔ [1]

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ نے اپنا اصلاحی تعلق حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ سے قائم کیا تھا، جن سے حضرت موصوف کو خلافت بھی حاصل ہوئی۔

ربیع الاول 1438 ہجری کے اوائل میں مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کے

---

[1] چنانچہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مولانا محمد علی نے جن کو عیسائی مشنریوں سے مناظرہ کرنے کا اکثر اتفاق ہوا تھا، اور جو ایک تبلیغی ومناظرانہ رسالہ ''تحفۂ محمدیہ'' نکالتے تھے، اور ایک حساس اور مطالعہ کرنے والا دماغ رکھتے تھے، یہ محسوس کیا کہ یورپ کے اثرات کا مقابلہ کرنے کے لیے اور نئے طرز کے داعی اور مذہب کے ترجمان پیدا کرنے کے لیے قدیم طریقۂ تعلیم، قدیم علمِ کلام اور قدیم نصابِ تعلیم کافی اور مفید نہیں، اس کے لیے ایک جامع اور اصلاح شدہ نصابِ تعلیم ضروری ہے، جس میں دورازکار قدیم نظری علوم میں ترمیم واختصار اور جدید مفید علوم کا اضافہ ہو۔

یہ وہ دور تھا کہ مسلمانوں کے مختلف فقہی گروہوں (حنفی، شافعی، اہلِ حدیث) میں مناظرہ کا بازار گرم تھا، جس کے نتیجہ میں فسادات، طویل مقدمہ بازی اور مسلمانوں کی ہوا خیزی ہو رہی تھی، انہوں نے محسوس کیا کہ جب تک علماء وفضلاءِ مدارس میں رواداری، وسعتِ قلبی اور جزئیات وفقہی مسائل میں توسع نہ پیدا ہو، اس صورتِ حال کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

انہیں دو مقاصد ''اصلاحِ نصاب'' اور ''رفعِ نزاعِ باہمی'' کے لیے انہوں اولاً 1310 ہجری میں ''ندوۃ العلماء'' کے نام سے ایک انجمن قائم کی، پھر ایک نمونہ کی درس گاہ کی ضرورت محسوس کر کے 1312 ہجری میں ''اودھ'' کے علمی وتہذیبی مرکز ''لکھنؤ'' میں ''دارالعلوم ندوۃ العلماء'' کی بنیاد رکھی۔

رفتہ رفتہ ہندوستان کے اکثر اصلاح پسند اور دردمند علماء وعمائد جدید، سربرآوردہ تعلیم یافتہ حضرات اور ملت کے مختلف مکاتبِ خیال کے موقر نمائندوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا، اور اس کی مجلسِ انتظامی میں بحیثیتِ رکن یا اس کے دائرۂ عمل میں بحیثیتِ کارکن شریک ہوئے (ہندوستانی مسلمان، صفحہ ۱۳۸، مطبوعہ: مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی)

فرزندار جمند ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب زید مجدہٗ (افریقہ سے) اسلام آباد تشریف لائے ہوئے تھے، ان سے بندہ کو ملاقات وزیارت کا اشتیاق ہوا، اس لیے انہیں ادارہ غفران میں تشریف آوری کی دعوت دی گئی، جس کو انہوں نے الحمد للہ قبول فرمالیا، اور مورخہ 6 ربیع الاول 1438 ہجری، بمطابق 6 دسمبر 2016 عیسوی بروز منگل صبح گیارہ بجے ادارہ میں تشریف لائے۔

ادارہ میں چونکہ ان کی غیر رسمی تشریف آوری تھی، ادارہ کے چند احباب کی ان کے ساتھ بے تکلفانہ مجالست ہوئی، مجالست کے دوران، اُن سے مفید باتیں سننے کا موقع ملا، دورانِ گفتگو انہوں نے موجودہ دور میں فقہی جمود سے نکلنے اور فقہ، تقلید و اجتہاد میں توسع و اعتدال کو بروئے کار لانے کی ضرورت کے تناظر میں اپنے والد ماجد مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کے ایک مکتوب کا ذکر فرمایا، جو انہوں نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں ابتدائی اصلاحی تعلق کے دوران تحریر کیا تھا۔

سید سلیمان ندوی صاحب کا ایک مکتوب

اس مکتوب میں مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنے مزاج اور فکر کے متعلق یہ بھی تحریر کیا تھا کہ:

> ''عقائد میں امام مالک کے اس اصول کا پیرو ہوں ''**الاستویٰ معلوم و الکیفیة مجھول والایمان به واجب والسؤال عنه بدعة**'' فقہ میں متاخرین کا متبع نہیں، مگر اہلِ حدیث بالمعنیٰ المتعارف نہیں ہوں، ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا دل سے ادب کرتا ہوں اور کسی رائے میں کلیۃً ان سے عدول حق نہیں سمجھتا، فرائض کا پابند ہوں، بدعات سے نفور ہوں، امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سلسلہ سے عقیدتِ تامّہ رکھتا ہوں، خرافات وطاماتِ صوفیہ کا دل سے منکر ہوں''

حکیم الامت حضرت تھانوی کی طرف سے جواب

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کے مذکورہ مکتوب کے جواب میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا کہ:

> ''جناب نے جو بے تکلف اپنا مسلک تحریر فرما دیا، اس سے میری عقیدت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو گیا، دو وجہ سے، ایک صدق وخلوص پر دال ہونے کی وجہ سے، دوسرے خود مسلک کے

پاکیزہ ہونے سے، تمام اہلِ حق کا یہی مسلک ہے، کسی جزوی تفاوت سے حقیقت نہیں بدلتی، صرف رنگ بدلتا ہے۔

چنانچہ اس احقر پر دو جگہ دوسرا رنگ ہے۔

ایک یہ کہ میں بوجہ اپنی قلتِ روایت و درایت کے متاخرین کا بھی متبع ہوں، دوسرے یہ کہ صوفیہ کے احوال واقوال کو محتملُ التاویل سمجھتا ہوں‘‘

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ اور حضرت حکیم الامت تھانوی صاحب رحمہ اللہ کی یہ مکاتبت ’’تذکرۂ سلیمان، مصنفہ: غلام محمد، بی، اے، عثمانیہ، مطبوعہ: ادارہ مجلسِ علمی کراچی، تاریخِ طبع 1960ء کے بابِ سوم میں، صفحہ 88 تا صفحہ 93، مکتوب سلیمان نمبر 2 اور جوابِ اشرف‘‘ کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے کتنی وسعتِ ظرفی کے ساتھ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کے فقہ میں متاخرین کے متبع نہ ہونے اور مجدد الف ثانی نیز حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے سلسلہ سے عقیدتِ تامہ رکھنے وغیرہ کو پاکیزہ مسلک، اور تمام اہلِ حق کا مسلک اور ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کے متاخرین کا متبع ہونے کو جزوی تفاوت ہونے اور اس کی وجہ سے حقیقت نہ بدلنے، بلکہ رنگ بدلنے سے تعبیر فرمایا ہے، اور حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے اس طرح کا مسلک ظاہر ہونے پر ان کے متعلق اپنی عقیدت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہونے کا حکم لگایا ہے۔

دراصل فقہ واجتہاد اور فقہی ومجتہد فیہ امور میں توسع واعتدال یہی ہے، اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی بھی اس سلسلہ میں فکر یہی ہے، جن سے عقیدتِ تامہ رکھنے کا حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مذکورہ مکتوب میں ذکر کیا ہے۔

اگر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک فقہیات میں متاخرین کا متبع نہ ہونے جیسی چیزوں کا مسئلہ حق وباطل کا اختلاف ہوتا، یا مسلکِ دیوبند کی بنیاد کے خلاف ہوتا، تو مذکورہ جواب میں کیوں تصریح نہ فرماتے، اور اس کے خلاف کیوں تحریر فرماتے۔

جبکہ آج کے دور میں کوئی حنفی، دیوبندی عالمِ دین متاخرین فقہاء میں سے کسی قول کی پیروی نہ کرے یا کسی

شرط کو قبول نہ کرے، تو اسے حنفی دیوبندی بھی تسلیم کرنے میں بخل سے کام لیا جاتا ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا علمائے دیوبند، بلکہ اکابرِ دیوبند میں جو علمی وفقہی مقام ہے، وہ بالکل واضح ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلکِ دیوبند کے اندر بنیادی طور پر فقہ واجتہاد کے سلسلہ میں بڑا توسع واعتدال اور فقہی ومجتہد فیہ امور میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی مذکورہ تحریر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فقہی وعلمی ذوق کی تائید پائی جاتی ہے، جس پر اکابر دیوبند کی اسناد کا مدار ہے۔

سید سلیمان ندوی صاحب کا ایک اور مکتوب

اس کے علاوہ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ نے 1362 ہجری، اور 1943 عیسوی کو ایک تحریر ''رجوع واعتراف'' کے عنوان سے جنوری 1943 عیسوی کے اپنے ماہنامہ ''معارف'' میں شائع فرمائی، جس میں انہوں نے خلود فی النار اور معراج کے جسدِ عنصری کے ساتھ ہونے کے مسائل میں جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے موقف کی طرف رجوع کا اعلان بھی فرمایا۔

اور یہ تحریر انہوں نے اپنے شیخ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کی، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کی اس تحریر کا ایک اقتباس ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

''مذہبی مسائل کی تحقیقات میں میرا یہ عمل رہا ہے کہ عقائد میں سلفِ صالحین رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک سے علیٰحدگی نہ ہو، البتہ فقہیات میں کسی ایک مجتہد کی تقلید بتمامہٖ نہیں ہوسکی، بلکہ اپنی بساط بھر دلائل کی تنقید کے بعد فقہاء کے کسی ایک مسلک کو ترجیح دی ہے۔

لیکن کبھی کوئی رائے ایسی اختیار نہیں کی، جس کی تائید ائمۂ حق میں سے کسی ایک نے بھی نہ کی، خصوصیت کے ساتھ مسائل کی تشریح میں حافظ ابنِ تیمیہ، حافظ ابنِ قیم اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم کی تحقیقات پر اکثر اعتماد کیا ہے (تذکرۂ سلیمان، صفحہ 146، 147، بعنوان، سیدُ العلماء کا اعلانِ رجوع، اور حکیم الامت کی تبریک وتحسین، مصنفہ غلام محمد، بی، اے، عثمانیہ، مطبوعہ ادارہ مجلس علمی کراچی، تاریخِ طبع 1960ء)

حکیم الامت حضرت تھانوی کی طرف سے تحسین

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کی اس تحریر کی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ

اللہ نے زبردست تحسین وتبریک فرمائی، اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی عادت ومزاج کے خلاف پہلی اور آخری مرتبہ اپنے خلیفۂ ارشد کی مدح میں چند اشعار لکھ کر بھیجے۔

جس کی تفصیل مذکورہ کتاب میں ساتھ ہی درج ہے۔

اندازہ لگایئے کہ ایک حکیم الامت کا خلیفہ، فقہیات میں کسی ایک مجتہد کی تقلید بتمامہٖ یعنی تقلیدِ شخصی نہ ہونے اور دلائل کی تنقید کے بعد فقہاء میں سے کسی ایک کے مسلک کو ترجیح دینے اور مسائل کی تشریح میں حافظ ابنِ تیمیہ، حافظ ابنِ قیم اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ کی تحقیقات پر اکثر اعتماد کا اظہار کر رہا ہے۔

لیکن اس کا عظیم شیخ اور وقت کا حکیم الامت اور مسلکِ حنفی واہلِ دیوبند میں پیشوا درجہ کا ایک عالمِ جبال اپنے مرید کے اس طرزِ عمل پر تنبیہ یا تردید کرنے کے بجائے تبریک وتحسین فرما رہا ہے۔

اور حافظ ابنِ تیمیہ وابنِ قیم اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ کی تشریحات سے اصحابِ علم بخوبی واقف ہیں، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، اور بعض حنفی دیوبندی حضرات کا یہ طرزِ عمل بھی سامنے ہے کہ وہ حافظ ابنِ تیمیہ وحافظ ابنِ قیم کو متعدد مسائل کی وجہ سے اہل السنۃ والجماعۃ ہی سے خارج کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔

فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال اور فقہی وسعتِ ظرفی بلکہ تفقہ فی الدین، اسی کو کہا جاتا ہے، ایک طرف سلسلۂ دیوبند کا عظیم فقیہ وشیخ ہے، اور دوسری طرف ندوہ کا ایک مؤرخ ومفکر مرید ہے، اور دونوں کے رنگ میں متاخرین فقہاء کے متبع ہونے، نہ ہونے، بلکہ فقہیات میں کسی ایک مجتہد کی تقلید بتمامہٖ ہونے، نہ ہونے اور تنقید کے بعد فقہاء میں سے کسی ایک کے مسلک کو ترجیح دینے وغیرہ جیسا فرق ہے، مگر یہ فرق نہ تو پیری مریدی اور اصلاح کے سلسلہ میں مخل واقع ہوتا اور نہ ہی اس کو حق وباطل کا اختلاف تصور کیا جاتا، بلکہ ان دونوں قسم کے الوان کو تمام اہلِ حق کے پاکیزہ مسلک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کی یہی شخصیت ہیں کہ ان کو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی طرف سے خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کی تالیفات اور مکتوبات وحالات کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فقہی ذوق میں کافی توسع پایا جاتا ہے، اور اس سلسلہ میں وہ کسی ایک مسلک کے ساتھ آج کل ایک مخصوص طبقہ وحلقہ میں مروجہ فقہی جمود وتنگ نظری یا انتہا پسندی کے پیروکار نہیں ہیں، چہ

جائیکہ فقہی تعصب کا شکار ہوں، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے متعدد مضامین میں تقلید واجتہاد کے سلسلہ میں توسع واعتدال کو اختیار کرنے اور فقہی امور میں جمود وتشدد اور انتہا پسندی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے، اور فقہی جمود وتشدد اور اس سلسلہ میں انتہا پسندی کے نقصانات پر روشنی ڈالی، اور تنبیہ فرمائی ہے، جس کی شکایت آج کے بہت سے علماء سے، پہلے کے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہی ہوسکتی ہے۔

دراصل حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ کا یہ فقہی ذوق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے ماخوذ، اور بندہ کے نزدیک حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ذوق کے عین مطابق ہے، اگرچہ کوئی دوسرا اس سلسلہ میں کوئی دوسری فکر کیوں نہ رکھتا ہو۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے شیخ یا استاذ یا اکابر سے کسی فقہی وفروعی مسئلہ میں اختلاف، علمی وفقہی دنیا میں کوئی معیوب اور بُری چیز نہیں، اگرچہ آج کل اس کو بہت معیوب سمجھا جانے لگا ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول" :نضر الله امرأ سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه، فرب حامل فقه إلى من هو أفقه منه، ورب حامل فقه ليس بفقيه " (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ٣٦٦٠، كتاب العلم، باب فضل نشر العلم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے، جو مجھ سے کسی حدیث کو سنے، پھر اس کو محفوظ کرلے، یہاں تک کہ اس کو کسی دوسرے تک پہنچادے، پس بہت سے فقہ کے حاملین ایسے ہوتے ہیں کہ جن تک وہ فقہ کی بات پہنچاتے ہیں، وہ ان پہنچانے والوں سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں، اور بعض فقہ کے حاملین فقیہ نہیں ہوتے (سنن ابی داؤد)

یعنی جن کو دوسرے سے فقہ حاصل ہوا، وہ بعض اوقات فقہ وتفقہ میں اپنے اساتذہ ومشائخ سے زیادہ آگے بڑھ جاتے ہیں۔

ان جیسی نصوص کے پیشِ نظر کسی شرعی وفقہی مسئلہ میں اپنے اکابر ومشائخ سے نفسِ اختلاف، ان اکابر کی

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابی داؤد)

عظمت وعقیدت کے بلکہ ان سے محبت کے منافی اور خلاف نہیں، جبکہ دلائل اور نیک نیتی پر مبنی ہو۔
اسی وجہ سے ہر زمانہ کے اندر بعد میں آنے والے فقہاء وعلماء کا اپنے سے پہلے کے فقہاء وعلماء سے فقہی واجتہادی مسائل میں اختلاف ہوتا رہا ہے، یہاں تک کہ بہت سے تلامذہ کا بھی اپنے اساتذہ سے اختلاف ہوا ہے۔
اس سلسلہ میں چند اکابرِ دیوبند کے حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے۔
حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مسائل بعض قطعی ہوتے ہیں، ان میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی، بعضے اجتہادی وظنی ہوتے ہیں، ان میں سلف سے خلف تک شاگرد نے استاد کے ساتھ، مرید نے پیر کے ساتھ، قلیل جماعت نے کثیر جماعت کے ساتھ، واحد نے متعدد کے ساتھ اختلاف کیا ہے، اور علمائے امت نے اس پر نکیر نہیں کی، اور نہ ایک نے دوسرے کو ضال اور عاصی کہا، نہ کسی نے دوسرے کو اپنے ساتھ متفق ہونے پر مجبور کیا۔
مسائلِ اجتہادیہ ظنیہ میں اختلاف دو طرح سے ہوا ہے، ایک دلائل کے اختلاف سے، جیسے حنفی، شافعی میں ''قرائت خلف الامام'' کے مسئلہ میں، دوسرے واقعات یا عوارض کے اختلاف سے، جیسے امام صاحب اور صاحبین نے نکاحِ صائبات کے مسئلہ میں (تحفۃ العلماء، جلد۲، صفحہ۷۹، ترتیب: مولانا مفتی محمد زید صاحب، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

قلب میں اکابر کی محبت وعظمت اور ان کے علمی وعملی بلند مقام کی وقعت کے باوجود مسائلِ شرعیہ میں دلائل کے پیشِ نظر ان سے اختلافِ رائے واجب ہے (رسالہ ''صبح صادق'' مشمولہ احسن الفتاویٰ جلد۲ صفحہ۱۹۰)

حضرت شیخ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے رمضان میں نفل کی جماعت پر ایک مفصل فتویٰ تحریر کیا، جس میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمہ اللہ کے موقف سے اختلاف فرمایا، اور اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے بھی تصویب فرمائی، اس فتوے میں چونکہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمہ اللہ کے موقف سے اختلاف کیا گیا تھا، اس لیے اپنے مضمون کے

آخر میں حضرت شیخ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے تحریر فرمایا کہ:

الحمدللہ! جماعتِ دیوبند کی خصوصیت اور انہی بزرگوں کی تعلیم وتلقین نے ہمیں یہ صراطِ مستقیم دکھائی کہ مسائلِ شرعیہ میں آزادانہ اظہارِ رائے ترکِ ادب نہیں، بلکہ شاگردوں کا اظہارِ خیال انہی بزرگوں کا معنوی فیض ہوتا ہے، اس لیے بنامِ خدا تعالیٰ جو کچھ اس میں تحقیق سے مجھ پر واضح ہوا، وہ لکھ دیا، اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ بزرگوں کی شان میں ادنیٰ ترکِ ادب سے بھی مجھے محفوظ رکھیں۔ آمین۔ (فقہی مقالات، جلد۲، صفحہ ۵۵، ۵۶، مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، اشاعت: جولائی 1996ء)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ نے بھی جن مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اختلاف کیا، فقہاء ومشائخِ حنفیہ کی تصریح کے مطابق انہوں نے اس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فیض بلکہ ان کے اقوال ہی سے تعبیر فرمایا، اور اس پر انہوں نے قسم بھی کھائی۔ [1]

اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بہت سے شاگرد اور مرید تھے، جن میں حضرت امام ابویوسف، حضرت امام محمد، حضرت امام زفر اور حضرت امام حسن رحمہم اللہ بھی داخل ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان سب حضرات کے استاذ، مربی اور اکابر میں سے تھے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ان شاگردوں، مریدوں اور اصاغر نے بہت سے مسائل میں حضرتِ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اختلاف کیا، اور یہ اختلاف بھی مختلف نوعیتوں کا ہے، اور مختلف ابواب سے متعلق ہے، اور اس طرح کے اختلاف کا آغاز امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی زندگی میں ہی رونما ہو گیا تھا، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی اس کا علم تھا، اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بعض مسائل میں اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع بھی فرمایا، جو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مخلص، صادق اور سچا مجتہد اور فقیہ ہونے کی علامت ہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ کوئی جتنا بڑا بھی مجتہد وفقیہ ہوتا ہے، اس کے رجوع کا تناسب بھی اسی حیثیت سے ہوتا ہے، لیکن آج کوئی عالمِ دین، اس طرح متعدد مرتبہ رجوع کرلے، تو اس کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔

بہر حال اپنے شاگردوں کی طرف سے اس قسم کے اختلافات سامنے آنے کے باوجود نہ تو امام ابوحنیفہ رحمہ

---

[1] رُوِیَ عَنْ جَمِیعِ أَصْحَابِ أَبِی حَنِیفَةَ مِنْ الْکِبَارِ کَأَبِی یُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَزُفَرَ وَالْحَسَنِ أَنَّهُمْ قَالُوا مَا قُلْنَا فِی مَسْأَلَةٍ قَوْلًا إلَّا وَهِیَ رِوَایَةٌ عَنْ أَبِی حَنِیفَةَ وَأَقْسَمُوا عَلَیْهِ أَیْمَانًا غِلَاظًا (العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة، ج ۱، ص ۱۰۹، کتاب الوقفِ)

اللہ نے اس طرزِ عمل کو اپنے شیخ واستاذ بلکہ امام ہونے اور دوسروں کے اپنے شاگرد، مرید یا مقلد ہونے کے منافی سمجھا، اور نہ ہی عظمت ومحبت یا عقیدت کے خلاف قرار دیا، اور نہ ہی اس طرح کے اختلاف کی وجہ سے شاگردوں کے دلوں میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت وعقیدت یا محبت میں کمی واقع ہوئی، اور نہ ہی آج علمی وفقہی دنیا میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذکورہ شاگردوں، مریدوں اور عقیدت مندوں کے مذکورہ طرزِ عمل کو عقیدت وعظمت اور محبت یا ادب کے خلاف سمجھا جاتا، بلکہ متعدد مسائل میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مقابلہ میں آپ کے بعض شاگردوں کے قول کو راجح اور مفتیٰ بہ قرار دیا جاتا ہے، مگر اس وقت بھی ان شاگردوں کے بجائے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عقیدت وعظمت دل میں زیادہ ہوتی ہے، اور اس طرح کے اختلاف وترجیح کے موقع پر یہ الزام بھی نہیں دیا جاتا کہ بڑوں کی نظر جہاں پہنچتی ہے، چھوٹوں کی وہاں نہیں پہنچ سکتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ مذہبِ اسلام اور خاص طور پر مسلکِ حنفیہ میں بڑا اعتدال ملحوظ رکھا گیا ہے، اور اس کی مثالیں سلف میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں، اگرچہ آج بعض حضرات کا طرزِ عمل غلو پر مبنی ہے۔

اور اصل بات یہ ہے کہ یہ دین کا معاملہ ہے، کوئی فتح وشکست اور پہلوانوں کی کُشتی کا اکھاڑہ نہیں، کوئی استاذ ہو یا شاگرد، اور بڑا ہو یا چھوٹا، سب دین کی مشترکہ خدمت کرتے ہیں، اگر کوئی کام چھوٹے سے ٹھیک طرح نہ ہوسکے، تو بڑا اس کی مدد کرتا ہے، اور بڑا ٹھیک طرح نہ کرسکے، تو چھوٹا اس کی مدد کرتا ہے، کیونکہ معصوم نہ تو بڑا ہے اور نہ ہی چھوٹا، اس لیے آپس میں مل جل کر ہی دین کا کام آگے بڑھتا ہے۔

مگر آج ہم مذکورہ طرزِ عمل کے برعکس بعض اوقات دیکھتے ہیں کہ اکابر ومشائخ سے فقہی وعلمی اختلاف کو ان کی عظمت وعقیدت اور محبت یا ادب کے منافی سمجھا جاتا ہے، اور ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والے کو اکابر کا گستاخ، نافرمان اور نہ جانے کیا کچھ کہا جاتا ہے، کوئی چھوٹا اپنے اکابر سے دیانت دارانہ علمی وفقہی وفروعی اختلاف کرے، تو اس کو کہا جاتا ہے کہ بڑوں کی نظر جہاں پہنچتی ہے، وہاں چھوٹوں کی نظر ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔

جبکہ بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ اکابر ومشائخ سے ذرا سا اختلاف کرکے اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں، اور اکابر کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھ کر ان کی شان میں گستاخی کرنے لگتے ہیں، یہ سب افراط وتفریط پر مبنی صورتیں ہیں۔

اور اعتدال والی صورت وہی ہے، جو پہلے ذکر کی گئی، جس کی تائید اسلافِ امت اور فقہائے امت کے

طرزِعمل سے ہوتی ہے،ہمیں اسی طرزِعمل کو اختیار کرنا چاہیے، اور بے اعتدالیوں یا افراط وتفریط پر مبنی صورتوں سے بچنا چاہیے۔

الحمدللہ تعالیٰ بندہ محمد رضوان کا اس وقت حضرت شیخ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی سے اصلاحی تعلق ہے،اور ممکنہ حد تک حضرت شیخ کو اپنے احوال سے آگاہ بھی کرتا رہتا ہوں۔

فقہی ومجتہد فیہ امور میں بندہ کے مزاج میں جو توسع اور عدمِ تشدد پایا جاتا ہے،اور بندہ اپنے سابق جمود وتشدد پر مبنی متعدد اقوال ومسائل سے رجوع کر کے ان میں جو توسع اور عدمِ تشدد کا اظہار کرتا رہتا ہے،اس سے بھی حضرت شیخ کو آگاہ کر رکھا ہے،اور فقہی امور میں تشدد وجمود رکھنے والے بعض اہلِ علم حضرات، جو بعض اوقات بندہ کے فقہی ومجتہد فیہ امور میں توسع یا عدمِ تشدد کے انداز کو اپنے تئیں بندہ پر فقہی آزادی اور بعض معروف ومروج یا روایتی مخصوص فقہی اقوال بالخصوص بعض متاخرین کی رائے سے عدول وغیرہ کا حکم لگا کر الزام عائد کرتے ہیں، اس سے بھی حضرت شیخ کو آگاہ کیا تھا، جس پر حضرت شیخ مدظلہم نے مورخہ 02ربیع الاول 1438ہجری کو یہ تحریر فرمایا کہ:

''مقصد رضائے حق ہے نہ کہ رضائے مخلوق، جو بات فیما بیننا وبین اللہ درست سمجھتے ہوں، اس پر مخلوق کی ناپسندیدگی سے کبھی اثر نہ لینا چاہئے، اور انہیں معذور سمجھنا چاہئے''

اس مذکورہ مکتوب سے تقریباً ایک سال پہلے بھی بندہ نے حضرت شیخ کو یہ تحریر کیا تھا کہ:

''بندہ تحقیق کے دوران جس رائے کی طرف رجحان ہو، اس کا اپنی تحریر میں اظہار کر دیتا ہے، اس قسم کی تحریرات جناب کی نظر سے بھی گزرتی ہوں گی، اور بندہ کا موقف یہی ہے کہ یہ بندہ کی ذمہ داری ہے کہ رائے میں خیانت کا اظہار مناسب نہیں، اس پر حضرت والا کا موقف معلوم کرنا ہے''

جس کے جواب میں حضرت شیخ مدظلہم نے مورخہ 04ربیع الاول 1437 ہجری کو درجِ ذیل کلماتِ بابرکات تحریر فرمائے:

''بالکل درست ہے، البتہ انداز متواضع ہو کہ بندہ کو یہ رائے راجح یا درست معلوم ہوتی ہے''

ہمارے حضرت شیخ مدظلہم کی نظر بھی الحمدللہ فقہ واصولِ فقہ پر بڑی وسیع وعمیق ہے، اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نیز حضرت مولانا سید سلیمان ندوی

Idara Ghufran

صاحب رحمہ اللہ کے مذکورہ واقعات اوراس جیسے متعدد اکابرومشائخ کی تعلیمات ان کے علم میں ہیں، اس لیےانہوں نے بڑی عجیب وغریب بات فرمائی، جس کے مختصر سے جملوں میں عجیب وغریب خزینۂ علم وفقہ ہے، اس سے بحمداللہ تعالیٰ کئی طرح کے اشکالات دور ہوکر طمانینتِ قلب حاصل ہوا۔

" فجزاهم الله تعالیٰ خير الجزاء "

دراصل حضرت شیخ مدظلہم کی مذکورہ تعلیم وہدایت اسی تسلسلِ فکر کا حصہ ہے، جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے چلتا ہوا، اور حضرت تھانوی وحضرت سید سلیمان ندوی واکابرِ دیوبند سے گزرتا ہوا، ہم تک پہنچا۔

واقعہ یہ ہے کہ جس قدر قرآن وسنت کی نصوص اور شریعت کے بنیادی احکام اور صحابۂ کرام ومتقدمین کے اصول وقواعد اور طرزِ عمل پر نظر ہوتی ہے، اور جتنا علم وسیع وعمیق ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے تفقہ فی الدین کی نعمت میں اضافہ ہوتا ہے، اتنی ہی زیادہ وسعتِ قلبی اور وسعتِ ظرفی پیدا ہوتی ہے، تنگ نظری، اور چھوٹے چھوٹے فروعی وفقہی اور مجتہَد فیہ مسائل میں اختلاف کو حق وباطل کا اختلاف سمجھ لینا، اوراس پر جمود وتشدد اختیار کرنا اور فقہ واجتہاد میں افراط وتفریط میں مبتلا ہونا دراصل علمی وفقہی تنگی اور تفقہ فی الدین کی کمی اور بعض کتبِ فقہ وفتاویٰ یا مخصوص فقہی اقوال وغیرہ تک نظر کے محدود ہونے کی علامت ہے۔

متعدد فقہائے کرام نے بھی اجتہاد اور تقلید وغیرہ کی بحث کے ضمن میں ان امور کی تشریح وتوضیح فرمائی ہے، جن کو اہلِ علم حضرات ملاحظہ فرماسکتے ہیں، بشرطیکہ مخصوص روایتی اقوال سے باہر نکل کر وسعتِ ظرفی کے ساتھ مطالعہ وملاحظہ فرمائیں، اور اپنی مخصوص ذہنیت کے اقوال کا انتخاب اور تاویل وغیرہ کرکے اپنی منشاء کا نتیجہ اخذ کرنے سے گریز فرمائیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے واضح فرمایا ہے کہ جس عالم ومفتی پر فقہ اور فتویٰ کا رنگ غالب ہوتا ہے، اس کی عادت جزئیات میں تشدد کی ہوتی ہے، اور جس پر حدیث کا رنگ غالب ہوتا ہے، اس کی عادت جزئیات میں کچھ توسع کی ہوتی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

جس شخص پر فقہ اور فتویٰ کا رنگ غالب ہوتا ہے، اس کے فتویٰ کا رنگ اور ہوتا ہے کہ جزئیات

میں تشدد کی عادت ہوتی ہے، اور جس پر حدیث کا رنگ غالب ہوتا ہے، اس کے فتویٰ کا رنگ اس سے مختلف ہوتا ہے کہ اس میں کچھ توسع ہوتا ہے (تحفۃ العلماء، جلد۲، صفحہ۲۴۹، ترتیب: مولانا مفتی محمد زید صاحب، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی فکر ومزاج میں نِرے فقیہ کے مقابلہ میں تحقیق اور حدیث کا رنگ غالب ہے، جس کی توضیح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

شاہ صاحب مقلدِ محض نہ تھے، بلکہ مقلدِ محقق تھے (وعظ ’’غایۃ النجاح فی آیۃ النکاح‘‘، صفحہ۲۷، مطبوعہ: اشرف المطابع، تھانہ بھون)

اس لیے جس عالمِ دین کو خالص فقہی وفتاویٰ کی کتب کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کو خالی الذہن ہوکر ملاحظہ کرنے کی توفیق حاصل ہوگی، اس میں وسعت لازماً ہوگی، الّا یہ کہ قرآن وسنت کے مطالعہ کا مقصد ہی محض اپنی مرضی کے فقہی اقوال کے دلائل کو تلاش کرنا ہو، تو پھر معاملہ الگ ہے۔

آج حضرت تھانوی وحضرت ندوی کی مکاتبت کے برعکس فقہی جمود اور فقہ واجتہاد میں عدمِ توسع وعدمِ اعتدال میں مبتلا بعض علمی حلقوں میں تقلیدِ شخصی نہ ہونے اور دلائل کی تنقید کے بعد فقہاء میں سے کسی ایک کے مسلک کو ترجیح دینے کے جزوی تفاوت اور رنگ مختلف ہونے کی صورت میں شاید نہ صرف یہ کہ شیخ کی طرف سے حلقۂ ارادت سے بھی اخراج کی کوشش کی جائے، بلکہ اسی کے ساتھ اہلِ حق واہل السنۃ و الجماعۃ کے سلسلہ سے بھی خروج کا حکم صادر کردیا جائے، اور اس کو حق وباطل کا اختلاف قرار دے کر ایک دوسرے کے خلاف رسہ کشی کی جائے، اور عوام میں بھی تشویش پیدا کی جائے۔

کیونکہ نہ ان حضرات میں حضرت حکیم الامت، مفکرِ اسلام اور شیخ الاسلام اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جیسی وسعتِ ظرفی پائی جاتی، اور نہ ہی وہ علمی شان دکھائی دیتی، اور نہ ہی صحیح تفقہ فی الدین کی نعمت نظر آتی، اور نہ ہی حق وباطل کے اختلاف اور فقہائے کرام کے فقہی وفروعی اور مجتہد فیہ امور میں اختلاف کے درمیان امتیاز کیا جاتا، اس پر سوائے افسوس کے کیا کہا جاسکتا ہے۔

اس طرح کی بے اعتدالیوں اور اس طرح کے جمود وتشدد کی ایک اہم وجہ خاص روایتی اقوال تک نظر کا محدود رہنا اور علم وفقہ کے مطالعہ میں وسعت نہ ہونا اور بالخصوص متقدمین کے اقوال اور قرآن وسنت کے اصول

وضوابط سے ناواقفیت یا پھر فقہی وعلمی تعصب ہے۔

اوراس قسم کا نقصانِ علم ہی اپنے سے بلند تر کسی محقق وفقیہ سے اختلاف کا سبب بن جاتا ہے، جس سے محققین کو ہر دور میں واسطہ پڑتا رہا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اپنے زمانہ کی سطح سے بلند ہونا ایک نعمتِ خداداد اور ایک قابلِ رشک کمال ہے، مگر اس کمال کی صاحبِ کمال کو بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، وہ صاحبِ کمال اپنے معاصرین کی طرف سے ایک مسلسل ابتلاء اور آزمائش میں رہتا ہے، اور وہ معاصرین اس صاحبِ کمال کی طرف سے زندگی بھر ایک مصیبت اور زحمت میں مبتلا رہتے ہیں، وہ اس کی تازگیٔ فکر، بلندیٔ نظر، قوتِ اجتہاد کا ساتھ نہیں دے سکتے، اور اس کے آفاق علم وفکر تک ان کی رسائی نہیں ہوتی، اور وہ ان کے معین ومحدود اصطلاحات اور مدرسی حدود میں مقید نہیں رہ سکتا، وہ علم ونظر کی آزاد فضاؤں اور قرآن وحدیث کے بلند اور وسیع آفاق میں آزادنہ پرواز کرتا ہے، اس کا مبلغ علمِ متقدمین اور اہلِ درس کی کتابوں کا سمجھ لینا ہوتا ہے، وہ واضح علوم اور بہت سے فنون کا مجتہد ومجدد ہوتا ہے، غرض مدارک اور استعدادوں کا یہ تفاوت اس کے اور اس کے مخلص معاصرین کے درمیان ایسی کشمکش پیدا کردیتا ہے کہ یہ گتھی کبھی سلجھتی نہیں، اور وہ کبھی اپنے معاصرین کو مطمئن نہیں کرسکتا، ہر زمانہ کے صاحبِ کمال اور مجتہدُ الفن علماء نے اس کی شکایت کی ہے کہ ان کی تحقیقات اور علوم ومضامین ان کے زمانہ کی علمی ونصابی سطح سے بلند اور ان اہلِ علم کی دسترس سے باہر ہیں، جن کی پروازِ فکر متداول کتابوں سے آگے نہیں، اور یہی بہت سے اہلِ علم کی مخالفت کا سبب اور محرک ہے (تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ دوم، ص ۱۴۸، ۱۴۹، باب پنجم، بعنوان ''مخالفت کے اسباب اور ان کے ناقدین ومدافعین'' مطبوعہ: مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی)

چنانچہ آج سے پہلے بھی متعدد اکابر ومشائخ کے ساتھ ان کے اہلِ عصر نے اسی طرح کا رویّہ رکھا، ان کی زندگی میں ان کے ساتھ ہم عصری، تحاسد وتباغض والا معاملہ رکھا گیا، مگر بعد میں الحمدللہ تعالیٰ امت نے ان کے کاموں سے استفادہ کیا، اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے، اور ان کے ہم عصر حاسدین ومبغضین کا کوئی ذکر بھی نہیں کرتا، کیونکہ وہ اپنے حسد وبغض کی آگ میں خود ہی جل جاتے ہیں۔

مقالات ومضامین (ضمیمہ:جنت کے قرآنی مناظر:54) مفتی محمد امجد حسین

مباحث روح وبدن

روحِ انسانی امرِ ربی ہے،جس کی پوری حقیقت نہیں بتلائی گئی،بعض احوال وصفات اس کے نصوصِ شرعیہ سے،انسانی روزمرہ مشاہدہ وتجربہ سے اور مختلف عقلی ونقلی دلائل وقرائن سے اہلِ علم،اہلِ بصیرت،اہلِ نظر نے اخذ کیے ہیں،جو زمانۂ قدیم سے اب تک ان کے مقالات،تحقیقات اور علمی لٹریچر میں منضبط ومحفوظ ہیں،اور روح کی حقیقت کی باریکی کی طرف انسان کو متوجہ کرتی ہیں،روح کی اصلیت کی اس باریکی،غموض،گہرائی،اور عظمت واہمیت سے انسان حیرت واستعجاب میں ڈوب جاتا ہے۔

روح کے احوال کھوجنے،روح کی حقیقت کو سمجھنے کے متعلقہ مباحث میں فلاسفۂ قدیم وجدید،علماء اسلام و متکلمین،صوفیاءعظام اور اطباءِ کرام ان سب نے حصہ لیا ہے،اور مستقل کتب اس پر تالیف ہوئی ہیں۔

شروحاتِ حدیث،قرآنی تفاسیر،کتبِ علم کلام،کتبِ فلسفہ وسائنس،صوفیاء کی کتب،اوران کے ارشادات وملفوظات کے مجموعوں،نیز اطباء کی طبی کتب،علم وفن کے ان سب شعبوں کے متعلقہ لٹریچر میں روح کے متعلق معرکۃ الآراء مباحث ہیں۔

یہاں ہم حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ایک رسالہ **"الفتوح فیما یتعلق بالروح"** (مشمولہ **"التکشف"**) کی روشنی میں اس کا کم سے کم اور مختصر خلاصہ وملخص پیش کرتے ہیں،حضرت نے اس رسالہ میں روح کے متعلق مذاہب متعین کیے ہیں،جس سے سینکڑوں ہزاروں اقوال و تعبیرات کا اچھا خلاصہ حاصل ہو جاتا ہے،باقی ان مذاہب کی عام فہم تفہیم کے لیے تفصیلی بحث خود ہماری ہے(بتوفیقہٖ)

روح کی حقیقت کے متعلق پانچ مذاہب

روح کے متعلق نظریات وآراء کو آسانی سے سمجھنے کے لیے طبقات پر تقسیم کیا جائے،تو پانچ مکاتبِ فکر یا پانچ مذاہب بنتے ہیں۔

فلاسفہ کے دو مکاتبِ فکر

مذہب نمبر 1 قدیم یونانی فلاسفہ کا ہے، اور مذہب نمبر 2 جدید متاخرین فلاسفہ (مشرق ومغرب کے قبل الاسلام سکندریہ کے بعض نوافلاطون حکماء اور اسلام کے مابعد زمانہ کے فلاسفہ وسائنس دانوں) کا ہے، قدیم فلاسفہ روح کو جوہر مجرد قدیم مانتے تھے، جبکہ متاخرین فلاسفہ روح کو جوہر حادث بعد البدن قرار دیتے ہیں۔

اہلِ کشف صوفیاء کا مذہب

مذہب نمبر 3 اہلِ کشف محقق صوفیاءِ اسلام کا ہے کہ روح جوہر مجرد حادث قبل البدن ہے (نہ کہ بعد البدن) یہ تینوں مکاتبِ فکر (یعنی طبقاتِ اہل علم) روح کے جوہر مجرد ہونے میں متفق ہیں کہ وہ کوئی جسم رکھنے والی چیز نہیں، جس کا کسی قسم کا مادی یا غیر مادی جسم ہو، یا بالفاظِ دیگر عنصری یا غیر عنصری جسم ہو۔

پھر آگے ان تینوں میں ایک اختلاف قدیم وحادث ہونے میں ہے کہ متقدمین فلاسفہ روح کو جوہر مجرد ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم بھی مانتے تھے، جبکہ متاخرین فلاسفہ وصوفیاء اس کو قدیم نہیں، بلکہ حادث مانتے ہیں، اور قدیم کا مطلب یہ ہے کہ وہ ازلی ابدی ہے، اس کا نہ کوئی آغاز اور نہ حد وانجام ہے، آسمانی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات دہریت اور کفر پر مبنی ہے، کیونکہ قدیم ذات، جو ازلی ابدی ہے، وہ صرف ایک اللہ کی ہے، باقی کوئی چیز قدیم نہیں، اللہ کے علاوہ سب چیزیں مخلوق ہیں، یعنی اللہ کی پیدا کردہ ہیں، اور مخلوق کوئی بھی ہو، وہ قدیم نہیں ہوا کرتی، یعنی ازلی ابدی نہیں ہوتی، بلکہ حادث ونو پیدا ہوتی ہے کہ کبھی نہیں تھی، پھر خالق تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوئی۔

دوسرا اختلاف متاخرین فلاسفہ اور صوفیاء میں ہے کہ اوّل الذکر کہتے ہیں کہ پہلے بدن وجسم تخلیق ہوتا ہے، اس کے بعد روح بھی بدن کی طرح ہی پیدا کر کے بدن کے ساتھ جوڑ دی جاتی ہے، اور کونکٹ (Connect) کر دی جاتی ہے۔

جبکہ صوفیاء مکاشفین کہتے ہیں کہ ارواح سب پہلے سے پیدا شدہ اور موجود ہیں، یعنی جسم وبدن سے بہت پہلے ان کی تخلیق ہو کر عالم برزخ میں وہ موجود ہیں، پھر جس جس کی دنیا میں بھیجنے کی باری آتی ہے، اس وقت شکمِ مادر میں بدن وجسم کو تخلیق کر کے متعلقہ روح کو اس بدن کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے، یہ مطلب حادث قبل البدن ہونے کا ہے، جو صوفیاء کا مذہب ہے، اور حادث بعد البدن ہونے کا جو متاخر فلاسفہ اور مشرق ومغرب کے جدید آزاد خیال سائنٹسٹس (Scientists) کا مذہب ہے، جو کسی عالم برزخ

کے، غیبی نظام کے، یا کسی روحانی عالم اور سلسلے ہونے سے غافل یا منکر ہیں۔

چوتھا مذہب

متکلمین اسلام کا ہے کہ روح جوہر مجرد نہیں، بلکہ جسم غیر عنصری ہے (اس طبقے میں بعضوں نے تو عنصری نہ ہونے کی صراحت کی ہے، اور بعض نے جسم کہہ کر عنصری یا غیر عنصری ہونے سے سکوت رکھا ہے)

جس سے اہلِ سنت کی کتبِ عقائد و کلام لبریز ہیں (مثل امام فخر الدین رازی کی تفسیرِ کبیر، امام غزالی کی کتبِ کلام، ابوالحسن اشعری، امام الحرمین جوینی، باقلانی، ابومنصور ماتریدی، تفتازانی وغیرہم کی کتبِ کلام)

یہ نکتہ میں نے سیکھا ابوالحسن سے......!

ابوالحسن اشعری علم العقائد والکلام میں اہلِ سنت کے پیشوا اور سرخیل شمار ہوتے ہیں، اہلِ سنت کو معتزلہ وغیرہ کے مقابلے میں عقائد کے باب میں جو اشاعرہ کہا جاتا ہے، وہ ان ہی کی نسبت سے کہا جاتا ہے، عقائد و ایمانیات یعنی کلامی مباحث پر ان کی معرکۃ الآراء کتاب "مقالات الاسلامیین" ہے، تیسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں، روح کے غیر فانی ہونے اور موت کے بعد ایک نئی زندگی ہونے پر علامہ اقبال مرحوم جدید مغربی فضلاء و فلاسفروں پر رد کرتے ہوئے، جو روح کو اول و آخر محض ایک آکسیجن اور ہوا سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے، اور جو مرنے کے بعد (جسم کی طرح ہی) تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہے، ایک جگہ ابوالحسن اشعری امام اہلِ سنت فی العقائد والکلام کے حوالے سے روح کا یوں ذکر کرتے ہیں:

یہ نکتہ میں نے سیکھا ابوالحسن سے کہ جان مرتی نہیں مرگِ بدن سے

پانچواں مذہب

اطباءِ عظام کا ہے، ان کے نزدیک روح جسم بھی ہے، اور عنصری بھی ہے۔

کچھ اصطلاحات کی وضاحت

آگے بڑھنے سے پہلے ان اصطلاحات کا موٹا موٹا مطلب سمجھ لیجئے، جو روح کی تعبیر و تعریف میں ان مختلف مذاہب و طبقات کے حوالے سے ابھی ذکر ہوئیں۔

جوہر مجرد

اس سے مراد ایسی موجود شئے ہے، جو جسم و جسمانیات کی صفات سے خالی ہے، مثلاً کائنات وسلسلۂ

موجودات میں ہمارے اردگرد، زمین سے آسمان تک، اور بے کراں خلاؤں میں جو کچھ موجود ہے، وہ مادی موجودات ہیں، خواہ لطیف مادی وجود رکھتے ہوں، جیسے روشنی، شعائیں، ہوائیں یا کثیف مادی وجود رکھتے ہوں، جیسے آگ، پانی، مٹی، جن کو عناصرِ اربعہ کہا جاتا ہے۔

مفرد مادی اجسام

تمام مادی موجودات انہی پر مشتمل ہیں، مثلاً ہوا، مختلف گیسیں، آکسیجن، ہائیڈروجن، نائیٹروجن، کاربن وغیرہ کہ یہ ہوا کی مختلف قسمیں ہیں، اور ہوا کائنات کے چار بنیادی عناصر میں سے ایک ہے، اسی طرح آگ، اور حرارت کی مختلف قسمیں کہ یہ آگ یا نار پر مبنی ہیں۔

مرکب مادی اجسام

مرکب شکل میں تو تقریباً تمام مادی اشیاء، جمادات، نباتات، حیوانات، ان ہی چار عناصر کے جوڑ توڑ، ترتیب وتشکیل سے وجود میں آتی ہیں، جیسے زمین سے اگنے والے تمام نباتات کیا ہیں؟ انہی عناصرِ اربعہ کی صورت گری ہے، جس کے اجزائے ترکیبی، سورج کی کرنیں وشعائیں (آگ) ہوائیں (آکسیجن، نائٹروجن) مٹی (مٹی میں بہت سے کیمیائی اجزاء ہیں) اور پانی کے جوڑ توڑ، اور قدرت کے استوار کردہ خاص نظام سے بتدریج ان عناصرِ اربعہ کے لطیف اجزاء کشید ہو کر ان کے ملاپ سے یہ نباتات وجود میں آتے ہیں، ہوائیں چلتی ہیں، بادلوں کو کھینچ لاتی ہیں، زمین پر پانی برستا ہے، تخم کا ایک بیج مٹی میں ڈلتا ہے، اب پانی، مٹی، ہوا اور سورج کی روشنی وحرارت چاروں مل کر اس بیج کی پرورش اور نشوونما کرتے ہیں، اور ان چاروں سے لطیف اجزاء مختلف پراسس سے گزر کر زمین پر نباتات کے جلوے، اور رنگ و بو اور ذائقوں کی گلکاریاں کھلا دیتے ہیں، پوری زمین ہریالی سے بھر جاتی ہے، اناج و غلے، پھل پھول، ساگ پات، گھاس چارہ، یہ سب کیا ہیں؟ کیا ان ہی عناصرِ اربعہ کا جوڑ توڑ اور مخصوص تناسب سے مرکب حالت نہیں، یہی حال انسان، حیوان اور ہر جاندار کے جسم وبدن کا ہے کہ وہ بھی واسطہ در واسطہ انہی عناصر اربعہ کا مجموعہ ہے۔

اجسام کی کثیف ولطیف میں تقسیم

حاصلِ بحث یہ کہ کثیف مادی اجسام سے مراد نباتات، جمادات اور حیوانات پر مشتمل یہ تمام مادی وجود

ہیں، اور لطیف مادی اجسام جیسے روشنی، حرارت، برودت، توانائی، ہوا، آکسیجن، آواز، نغمہ، رنگ وبو، ذائقہ وغیرہ ہیں کہ یہ وہ مادی لطیف موجودات ہیں، جو انتہائی لطافت پر مبنی ہیں، اور لطافت کی وجہ سے ان میں سے کئی اپنے پائے جانے کے لیے کسی کثیف مادی جسم کے محتاج ہیں۔

عرض وجوہر

چنانچہ فلاسفۂ قدیم مادی اشیاء واجسام کی اس اعتبار سے دو قسمیں کرتے تھے، ایک کو جوہر اور دوسرے کو عرض کہتے تھے، جوہر وہ ہے جو قائم بالذات ہے، یعنی اپنی ذات میں مستقل ہے، جیسے جماد ونبات وغیرہ وہ تمام اشیاء جو طول، عرض، عمق رکھتی ہیں، اور دیکھی، سنی، سونگھی یا چھوئی جاسکتی ہیں، اور عرض وہ جو اپنے پائے جانے کے لیے جوہر کی محتاج ہو، جس کو فلاسفہ قائم بالغیر کہتے ہیں کہ جوہر قائم بالذات ہے، اور عرض قائم بالغیر ہے جیسے، رنگ، بُو، آواز یا مثلاً انسان کی کچھ داخلی حالتیں وصفات جیسے غصہ، حیا، غیرت وغیرہ کے یہ بھی لطیف مادی موجودات ہیں، اور عرض کے قبیل سے ہیں کہ انسان کی ذات مثلاً جوہر ہے، اور یہ صفات اس کی اعراض ہیں کہ اپنے پائے جانے کے لیے جوہر ذات کی محتاج ہیں، ایک آسان مثال عرض وجوہر کی آج کل سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر بن سکتی ہے کہ سافٹ ویئر عرض ہے، اور ہارڈ ویئر جوہر ہے، ہارڈ ویئر کے بغیر سافٹ ویئر کا تصور نہیں، لیکن سافٹ ویئر خود کتنی وسیع چیز ہے، اور آج ہماری ٹیکنالوجی کی دنیا میں ابلاغیات اور رسل ورسائل کے پورے سسٹم میں اس کا جتنا عمل دخل ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔

آمدم برسر مطلب

تو جسم یا جسمانیات سے مراد یہ تمام موجودات ہیں، جن میں سے بعض عنصری ہیں، مثلاً روشنی یا ہوا لطیف اجسام کی حامل ہیں، لیکن ہیں عنصری، کیونکہ اس کے لطیف اجزاء ہوتے ہیں، اور بعض غیر عنصری، جیسے حیا یا غیرت کہ یہ اعراض ہیں، جس کا کسی لیبارٹری میں تحلیل وتجزیہ نہیں کرسکتے۔

جبکہ جوہر مجرد سے مراد فلاسفہ وصوفیاء ومتکلمین کے نزدیک موجودات کی ایسی قسمیں ہیں، جو جسم و جسمانیات سے بالکل خالی ہوں، اور عنصریت، غیر عنصریت بھی وہاں متصور نہ ہو۔

جوہر مجرد کی ایک مثال

شاید پورے طور پر تو نہیں، لیکن ایک حد تک ہم اس کی ایک مثال عقل کی صورت میں پیش کرسکتے ہیں کہ

Idara Ghufran

اس کو بھی بعض فلاسفہ نے جوہر مجرد قرار دیا ہے۔

جوہر مجرد صرف روح ہے

تو روح کو جوہر مجرد کہنے والوں کا یہ کہنا ہے کہ روح ایسی ہی چیز ہے، جس کو جسمانیات، مادیات، لطافت و کثافت، عنصریت وغیر عنصریت کسی پیمانے سے ناپا اور مشخّص نہیں کیا جاسکتا، یہ ان سب حقائق وصفات سے ماوریٰ اور وراء الوریٰ ہے۔

اور یہ اتنی ماورائیت پورے سلسلۂ موجودات میں شاید روح کو ہی حاصل ہے، اور اس سے آگے پھر ماوریٰ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، جس کو کسی شاعر نے کہا ہے:

جاں نہاں در جسم واُو در جاں نہاں   اے نہاں اندر نہاں اے جانِ جاں

اس تفصیل سے قدرے وضاحت شاید ہو جائے گی کہ جوہر مجرد، جسم عنصری یا جسم غیر عنصری کہنے سے، جس سے روح کو تعبیر کرتے ہیں، قوم کی کیا مراد ہے؟

آگے ان مذاہب پر ردوقدح اور تطبیق وتوافق جو ہوئی ہے، اور جو ہوسکتی ہے، اصولِ شریعت کی روشنی میں اس کی کچھ وضاحت کی جائے گی۔ (جاری ہے...........)

Idara Ghufran

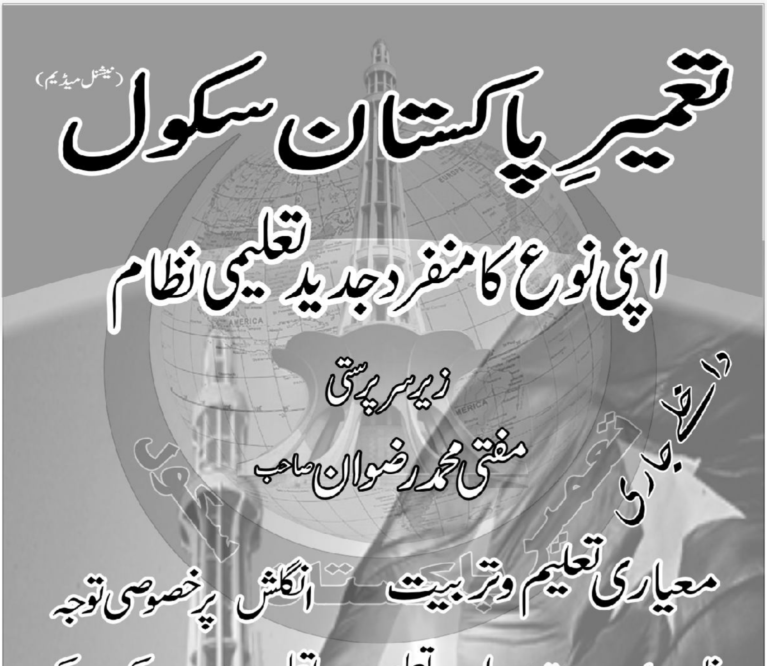
(نیشنل میڈیم)
تعمیرِ پاکستان سکول
اپنی نوع کا منفرد جدید تعلیمی نظام
زیرِ سرپرستی
مفتی محمد رضوان صاحب
معیاری تعلیم و تربیت
انگلش پر خصوصی توجہ
مونٹیسوری جدید ترین طریقہ تعلیم
تعلیمی اخراجات کم سے کم
سکول کا اپنا تیار کردہ مکمل نصاب
عملی غیر نصابی سرگرمیاں
کتابوں کا بوجھ کم سے کم
قرآن اور کمپیوٹر کی معیاری تعلیم
چاہ سلطان، گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران
راولپنڈی فون 051-5780927

جلد1

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی

(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ

(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم

(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ

(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ

(6)...مجنونؔ، غضبانؔ اور سکرانؔ کی طلاق

مریض ومعذور کی نماز وطہارت کے احکام

مریض ومعذور کی نماز کے متعلق شرعی اصول وقواعد اور ان کی روشنی میں

مریض ومعذور کی نماز، امامت اور جماعت کی مختلف صورتوں

اور کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا مفصَّل ومدلَّل حکم

اور معذور ومریض کے وضو، غسل اور پاکی وناپاکی سے متعلق اہم مسائل

مصنّف: مفتی محمد رضوان

مقالات ومضامین
قاری جمیل احمد

بچوں کی تعلیم وتربیت

بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تربیت وذہن سازی بھی ضروری ہے، اس لیے تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام نہ صرف معلم، بلکہ مربی ومزکی بھی ہوا کرتے تھے، بلکہ غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تعلیم سے بھی زیادہ ضرورت تربیت کی ہے، لہٰذا اساتذہ کرام کو چاہئے کہ اپنے طالبعلموں کی تربیت وذہن سازی پر خاص توجہ دیں۔

دوباتیں اہم

انسانی تربیت کے لیے دو باتیں بہت اہم ہیں، ایک خوفِ خدا اور اطاعتِ رب، اور دوسرے تعلق ولحاظ والدین، قرآن مجید میں جگہ جگہ اخلاقی ودینی اصلاح کے لیے شرک کی ممانعت کے ساتھ والدین سے اچھا سلوک کرنے کا ذکر آیا ہے۔

انسانی زندگی میں اگر جائزہ لیا جائے تو یہی دو وہ مرکز معلوم ہوں گے کہ جن کے اثر ومدد سے آج انسانی زندگی باقی ہے، یہ دوقسم کا تعلق اگر بچے کے دماغ میں واضح ہوجاتا ہے، تو صرف یہی نہیں کہ دونوں کے احسانات کی قدر ہوگی، بلکہ مستقبل کی پوری زندگی میں قدم قدم پر حفاظت اور وابستگی کی ضامن ہوگی، اخلاقی اور دینی معاملات میں خدا کا خوف وتعلق انسانی درستگی اور اس کے لیے اصل رہنما اور محرک ہوتا ہے، اجتماعی اور انفرادی معاملات میں ماں باپ، اور ان کی غیر موجودگی میں ان کے نائبین کی رہنمائی اور روک ان کی حفاظت کرتی ہے، اس لیے سب سے اولین تعلق وابستگی اللہ تعالیٰ سے اور والدین سے، یہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کے لیے ضروری ہے۔

اچھا بننے کا شوق

ان بنیادی باتوں کے بعد اچھا بننے کا شوق اور بُرا بننے سے نفرت پیدا کرنا چاہئے۔

اس سلسلہ میں اچھے لوگوں کے واقعات اور ان کے اچھا ہونے کی وجہ سے ان کی محبوبیت اور عزت کا تذکرہ کرنا چاہئے، اور بُرے لوگوں کی مبغوضیت اور رسوائی کے واقعات بتانا چاہئے، چونکہ انسان کی فطرت میں

پسندیدہ کی نقل اور ناپسندیدہ سے گریز کا جذبہ ہوتا ہے، اس لیے یہ واقعات اس کی تربیت وتشکیل میں بہت کارآمد ہیں۔

اس ضمن میں سچ بولنے کی خوبی اور اس کے واقعات، جھوٹ سے نفرت اور جھوٹ کے بُرے نتائج بتانا چاہیئے، ظلم سے نفرت، بڑوں کا ادب واحترام، چھوٹوں پر شفقت۔

یہ سب وہ باتیں ہیں جو قصوں اور واقعات میں بتائی اور سیکھائی جاسکتی ہیں، اور چھوٹی عمر میں یہ باتیں اگر دل میں اتر جائیں، تو ان کا نقش زندگی بھر رہتا ہے، انبیاء کرام اور بزرگوں کے واقعات اس چھوٹی عمر میں بہت سی باتوں کی نمائندگی کر لیتے ہیں، اور اچھی باتیں اور قصے اور واقعات کی شکل میں بڑی نفسیاتی تاثر رکھتی ہیں۔

قرآن وحدیث سے وابستگی

قرآن مجید انسانی تربیت کی سب سے وسیع اور جامع کتاب ہے، اور حدیث شریف جو قرآن مجید ہی کی تشریح وتوسیع ہے، مستقل تربیت گاہ کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے گھر کا موحول ہو یا مدرسہ کا، یا معاشرہ کے کسی دیگر کا، یہ بہت مفید اور ضروری ہے کہ اس کا رابطہ اس وسیع وجامع ذریعہ سے قائم کیا جائے، اس کی تلاوت اور اس کے سمجھنے اور اثر لینے کی صلاحیت پیدا کر دی جائے، تو زندگی بھر تربیت حاصل کرنے کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔

مدرسہ سے تعلق

معلمین کے لیے یہ کام بھی ضروری ہے کہ بچہ کی تربیت اسی طرح کی جائے کہ وہ بعد میں بھی اپنے مدرسے سے کسی حد تک تعلق ووابستگی رکھے، اور اپنی رہنمائی کے لیے وہاں سے اشارے حاصل کرتا رہے، اس طرح یہ ابتداء سے اختتام تک ایک مرکز تربیت سے اس کی وابستگی برابر قائم رہ سکتی ہے، اور یہ بات اس میں ذہنی، ثقافتی اور ذوقِ یکجہتی پیدا کرنے میں بڑی معاون ہے۔

ناسمجھ اور کم سن بچے

ایسے بچے غیر شعوری طور پر اپنے معلم اور استاد کے اخلاق واعمال، اور گفتار وکردار کے نقال وعکاس ہوتے ہیں، اس لیے ایسے بچوں کے استاد کو ہمیشہ اور ہر وقت اس بات کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ یہ بچے میرے

اخلاق واعمال کے آئینہ دار ہیں، یہ جو کچھ میری زبان سے سنیں گے، وہی بولیں گے، اور جو کچھ مجھے کرتا ہوا دیکھیں گے وہی کریں گے، اور ان کی نیکوکاری، خوش اخلاقی، اور سلیقہ مندی کو میری طرف منسوب کیا جائے گا۔

تجربہ شاہد ہے کہ متقی و پرہیزگار، دیندار، اور نیکوکار استاد کے شاگرد بھی دیندار اور نیکوکار ہوتے ہیں، اور ایسے استاد کی شاگردی بچوں کی ساری زندگی سنوار دیتی ہے، اس لیے عقلمند، سمجھدار لوگ اپنے ناسمجھ اور کم عمر بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے دیندار اور نیکوکار استاد کو تلاش کرتے ہیں، اس لیے استادوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ خود بھی حسنِ اخلاق واعمال اور دینداری ونیکوکاری کا نمونہ بن کر رہیں، بس یوں سمجھیں کہ استاد طالب علم کے لیے مثال وآئیڈیل ہوتا ہے، لہٰذا استاد کو بہتری اور خیر کا نمونہ بن کر رہنا چاہئے۔

معلم اور مربی کے لیے

معلم ومربی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ خود اس کی زندگی ان باتوں کے برعکس نہ ہو، جن کی وہ تلقین کر رہا ہے، یا جن کی وہ تلقین کرنا چاہتا ہے، ورنہ بچہ باوجود محدود ذہن وصلاحیت کے اس تضاد کو محسوس کر سکتا ہے، اور اس کے نتیجے میں بچے کی تربیت کی نیک تمنائیں پوری نہیں ہوسکیں گی۔

بچوں کے متعلق اصلاحی امور

(1)......تمام بچوں کو رفتہ رفتہ شرعی اور عمدہ باتیں بتائی جائیں، اور نماز باجماعت کا تو پوری طرح پابند بنایا جائے۔

(2)......ان کو شوق دلایا جائے کہ اعمال میں خلوص اور صداقت اور نیت میں عمدگی پیدا کی جائے۔

(3)......ان کی اس بات کی عادت ڈالی جائے کہ ہر معاملہ میں احتیاط سے کام لیا کریں۔

(4)......اگر کسی بچے میں کوئی شرافت یا علمی کمال پائیں، تو اس کو شاباش دیں، اور تعریف بھی کریں، بشرطیکہ اس سے تکبر اور عجب کی مصیبت میں پھنسنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(5)......سب بچوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھیں، اور ان کی تعلیم وتربیت میں اس قدر حریص رہیں کہ اپنے ذاتی کام جو غیر ضروری ہوں، ان سے بھی ان کی تعلیم وتربیت کو بڑھ کر تصور کریں۔

(6)......مدرسہ کی تعطیلات کے موقع پر بچوں کو سمجھا دیں کہ یہ چھٹیاں مدرسہ کی ہیں، تعلیم کی نہیں ہیں، تعلیم کا کام ان کے ذمہ لگائیں، اور نماز باجماعت مسجد میں پڑھنے کی تاکید کریں، اور یہ تاکید کریں کہ آذان کی

Idara Ghufran

آواز سنتے ہی مسجد میں چلے جائیں، ننگے سر گلیوں میں نہ پھریں، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے قرآن مجید پڑھتے رہیں، والدین کا ادب واحترام کریں، اوران کی خدمت کریں، اور بہن بھائیوں سے محبت کریں، اور چھٹیاں پورے ہوتے ہی مقررہ تاریخ ووقت پر مدرسہ حاضر ہوجائیں۔

(7)......ہفتہ میں ایک دن بچوں کو اجتماعی طور پر یہ سمجھایا جائے، اس میں ان کے مدرسہ آنے کا مقصد اور کام کی عظمت اور وقت کی اہمیت، لگن وشوق سے محنت پر کامیابی کا حصول اور کامیاب حضرات کے واقعات سنائیں، تاکہ ان میں دلی جذبہ اور لگن سے پڑھائی کا کام کرنے کا شوق پیدا ہو، اس ضمن میں بچوں کی شکایت اوران کی کمزوری پر عمومی انداز میں روشنی ڈالی جائے، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوگا۔

(8)......بچوں کی تربیت میں ہمیشہ مثبت پہلو اختیار فرمائیں، منفی پہلو نہیں، یعنی اچھائیوں کی تلقین کریں، اور عموماً یہی سمجھائیں کہ یہ اچھی باتیں ہیں، یہ سنت ہیں، یہ بہتر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ طریقہ ہرگز نہ اپنائیں کہ یہ بدعت ہے، یہ ناجائز ہے، یہ شرک ہے وغیرہ وغیرہ، یاد رکھیں کہ ہر کام دو ہی طریقہ سے کیا جاسکتا ہے، صحیح طریقہ سے یا غلط طریقہ سے، جب کام صحیح طریقہ سے ہونے لگے، تو غلط طریقہ بند ہوجاتا ہے، لہٰذا ہمیشہ صحیح طریقہ کی طرف راغب کرنا چاہیئے، بے وجہ غلط طریقے کا ذکر مفید نہیں۔

نیز اختلافی امور چاہے مذہبی ہوں، یا سیاسی، ان کا تذکرہ ہرگز نہ فرمائیں، اس طرح اساتذہ اپنے طالبعلموں کے سامنے اپنے یا کسی بھی دوسرے مدرسہ کی برائی، یا کسی ساتھی، استاد یا ناظم کی برائی بیان نہ کریں، ایسا کرنے سے خود استاد کی عزت واحترام میں فرق آجاتا ہے۔

(9)......اس میں تو شک نہیں کہ اساتذہ بچے کے آئیڈیل اور مثال ہوتا ہے، لیکن استاد اس کا اظہار زبانی طور پر ہرگز نہ کرے، مثلاً اگر اچھائی اور بہتری کی کوئی مثال دینی ہو، تو اپنی مثال نہ دے، بلکہ دوسرے بزرگوں اور دیندار لوگوں کی مثال دے، اسی طرح ترغیب کے لیے یہ بھی نہ کہے کہ میں طالبعلمی کے زمانے میں ایسا تھا اور ایسا تھا، بلکہ یہی بات دوسرے کامیاب لوگوں کے حوالہ سے کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس امر کا اہتمام بھی مفید ہوگا۔

مقالات ومضامین

مولانا محمد الطاف

تعمیرِ پاکستان سکول کے پانچویں سال کی کارگزاری

ادارہ غفران کے زیرِ انتظام دینی وعصری تعلیم پر مشتمل تعمیرِ پاکستان سکول کے نام سے قائم ایک مخصوص شعبہ جس کی بنیاد ربیع الآخر۱۴۳۳ھ(مارچ2012ء) میں رکھی گئی تھی، اب مارچ2017ء میں اس کا پانچواں تعلیمی سال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مکمل ہونے کو ہے۔

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی نصابی سرگرمیوں(Curricular Activities)کے ساتھ غیرنصابی سرگرمیاں(Co-Curricular Activities)جاری رہیں۔

موجودہ تعلیمی سال(2016-2017ء) میں 4/اپریل2016ء سے تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوا تھا، پہلا تعلیمی دور(1st Term)اکتوبر 2016ء میں مکمل ہوا تھا، اوراب دوسرا تعلیمی دور(2nd Term)مارچ 2017ء میں ان شاءاللہ تعالیٰ مکمل ہونے جا رہا ہے۔

دورانِ سال نصابی سرگرمیوں میں پری سیکشن (Pre Section: Play Group, Nursery, Prep) کے محمد ہادی، عمیر اور محمد حازم نامی بچوں کی کارکردگی امتیازی رہی، اور پری سیکشن (Pre Section)کی بچیوں میں امتیازی کارکردگی سمیعہ، ہاجرہ اورنائلہ نے حاصل کی، جبکہ جونئیر سیکشن (Junior Section: Grade I to V) میں محمد احتشام، عرفانُ اللہ اورامیر معاویہ کی کارکردگی امتیازی رہی، اوربچیوں میں امتیازی کارکردگی صائمہ، منزہ اوررملہ نے حاصل کی۔

دورانِ سال ہونے والی غیرنصابی سرگرمیوں میں بھی مختلف پروگرامز اور مقابلے وقتاً فوقتاً منعقد ہوتے رہے، ان میں بھی بحمداللہ تعالیٰ طلبہ نے بھرپور حصہ لیا، اورکامیاب ہونے والے طلبہ کوسکول کی جانب سے مختلف انعامات اورمیڈلز بھی دیے گئے، جونئیر سیکشن میں بچوں کے مابین ہونے والی غیرنصابی سرگرمیوں میں سرفہرست سیفُ اللہ رہے، اوربچیوں کے مابین منعقد ہونے والی غیرنصابی سرگرمیوں میں صائمہ نے امتیازی درجہ حاصل کیا۔

ظاہر ہے کہ نصابی وغیرنصابی سرگرمیوں میں امتیازی کارکردگی حاصل کرنے والے طلبہ/ طالبات کی محنتوں کے پیچھے اُن کے اساتذۂ کرام ومعلِّمات اور اُن کے والدین کی محنتیں بھی کارفرما ہیں، لہٰذا جس طرح یہ

طلبہ/ طالبات قابلِ مبارک باد ہیں، اسی طرح ان کو کامیابیوں سے ہمکنار کرانے والے یہ اساتذہ ومعلِّمات اوروالدین بھی مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان اساتذہ ومعلِّمات اور والدین کو جزائے خیر عطافرمائے، اوران معصوم بچوں/بچیوں کی شکل میں ملک وقوم کے مستقبل کوسنوارنے کی مزید توفیق عطافرمائے۔

تعمیرِ پاکستان سکول کے نظامِ تعلیم کا ایک اہم حصہ عملہ واساتذہ اور معلمات کی دینی تربیت بھی ہے، اس سلسلہ میں بھی بحمداللہ تعالیٰ دورانِ سال وقتاً فوقتاً متعدد پروگرام منعقد ہوتے رہے، جن میں معلِّمات کواُن کے مناصب اور فرائض کی یاددھیانی اور تعلیم وتعلُّم جیسے مقدس عمل کی فضیلت اور نزاکت کا احساس دِلایا جاتارہا، اسی طرح طلبہ/ طالبات کی تعلیم وتربیت میں بہترائی کے لئے بھی انتظامیہ واساتذہ کے مابین تعلیمی وانتظامی اُمور پر سنجیدگی کے ساتھ مشاورت (Meetings) کا عمل دورانِ سال جاری رہا، عملہ کے تمام افراداوراساتذہ ومعلِّمات بحمداللہ تعالیٰ ان پروگراموں سے مستفید ہوئے، اورسب نے دورانِ سال اپنے اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔

موجودہ تعلیمی سال (2016-2017ء) کا اختتام 11 / مارچ 2017ءکوسالانہ امتحانات کے نتائج (Result) پر ہوگا، اور 14 / مارچ تک نصاب کی فراہمی کے بعد 15 / مارچ 2017ء سے ان شاء اللہ تعالیٰ نئے تعلیمی سال (2017-2018ء) کے تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہرنئے آنے والے سال کوملک وملت کی بھلائی کے ساتھ نصیب فرمائے۔آمین۔

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام

نفل وسنت نمازوں کے فضائل واحکام

سنت اورنفل نمازوں کے فضائل، سنت اورنفل نمازوں کے احکام، پانچوں نمازوں کے ساتھ سنت اورنفل نمازوں کے مختلف فضائل وفوائد اوراحکام، نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، تحیۃُ الوضوء، تحیۃُ المسجد، صلاۃُ التسبیح، نمازِ گرہن، نمازِ استسقاء، صلاۃُ التوبۃ، صلاۃُ الحاجت، نمازِ سفر، نمازِ استخارہ، نمازِ احرام، نمازِ طواف، سجدۂ شکر، سجدۂ تلاوت اور نمازِ نذروغیرہ کے تفصیلی فضائل واحکام، اورنفل وسنت نمازوں سے متعلق کئی نادر مسائل کا مجموعہ، مستند احادیث ،روایات وآثار، اورفقہی مراجع ومآخذاورحوالوں کے ساتھ

مصنّف: مفتی محمد رضوان

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ صفر: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ صفر ۷۰۱ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن ہشام بن شہاب انصاری مصری معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۳۴۳)

☐......ماہِ صفر ۷۰۳ھ: میں حضرت ابوالفداء اسماعیل بن ابراہیم بن سالم بن رکاب انصاری دمشقی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۱۷۱)

☐......ماہِ صفر ۷۰۴ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن مسعود بن نفیس بن عبداللہ موصلی حلبی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۵۶)

☐......ماہِ صفر ۷۰۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن یحیٰ بن بدر بن یعیش جزری صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۳۰۰)

☐......ماہِ صفر ۷۱۱ھ: میں حضرت ابوالفضل اسماعیل بن نصر اللہ بن احمد بن محمد بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۱۸۱)

☐......ماہِ صفر ۷۱۲ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن حاتم بعلبکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۱۲۴)

☐......ماہِ صفر ۷۱۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن ابراہیم مقدسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۱۶۸)

☐......ماہِ صفر ۷۱۵ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن محمود بن عبداللطیف بن محمد بن سیما بن عامر محیی الدین سلمی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۵۴)

☐......ماہِ صفر ۷۲۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن قاسم ہمذانی دمشقی سکاکینی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۳۱۹)

☐......ماہِ صفر ۷۲۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن علی بجدی صالحی حنبلی مقری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۱۴۶)

Idara Ghufran

□......ماہِ صفر ۷۲۴ھ: میں حضرت عبدالمنعم بن عوض بنشی حلبی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۴۲۳)

□......ماہِ صفر ۷۲۵ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن راجح زین الدین مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۳۵۴)

□......ماہِ صفر ۷۲۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن احمد بن محمد بن علی بن جمیل معافری مالقی دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۲۳۳)

□......ماہِ صفر ۷۲۹ھ: میں حضرت امۃ الرحیم بنت شیخ محمد بن احمد یونینی رحمہا اللہ کی وفات ہوئی۔ (معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۱۹۰)

□......ماہِ صفر ۷۳۰ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی الحسن بن حصن بعلبکی دمشقی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۳۲۲)

□......ماہِ صفر ۷۳۱ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محمد بن سلیمان بن حمزۃ بن احمد حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۱۹۴)

□......ماہِ صفر ۷۳۲ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبدالرحمٰن بن یوسف مقری بعلبکی سکاکینی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۶۳)

□......ماہِ صفر ۷۳۵ھ: میں حضرت ابواحمد ابراہیم بن محمد بن احمد شیخ برہان الدین وانی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۱۵۱)

□......ماہِ صفر ۷۳۶ھ: میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عبدالولی بن جبارہ مقدسی خیاط رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۴۱۷)

□......ماہِ صفر ۷۳۷ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن احمد بن منیر ذہبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (معجم الشیوخ الکبیر ج ۱ ص ۳۵)

□......ماہِ صفر ۷۳۸ھ: میں حضرت محمد بن محمد بن نعمہ بن احمد شیخ بدرالدین مقدسی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۲۸۱)

□......ماہِ صفر ۷۴۲ھ: میں حضرت ابوالحجاج یوسف بن زکی الدین عبدالرحمٰن بن یوسف قضاعی مزی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر ج ۲ ص ۳۹۰)

Idara Ghufran

علم کے مینار — امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:15) — مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عبادت وریاضت میں امام ابوحنیفہ کا مقام (حصہ دوم)

جیسا کہ پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ کو ذکر و عبادت میں خاص مزہ آتا تھا، آپ ان کو بڑے ذوق و شوق اور خلوص سے ادا کرتے کیا تھے، آپ کے تلامذہ اور مشہور مؤرخین نے آپ کی اس کیفیت کے متعلق لکھا ہے کہ اکثر نماز یا قرآن پڑھنے کے دوران آپ پر رقّت (ایک خاص کیفیت) طاری ہو جاتی تھی، اور آپ گھنٹوں رویا کرتے تھے۔

چنانچہ قاسم بن کامعن کا بیان ہے کہ:

ایک رات ابوحنیفہ نماز میں کھڑے ہوئے، تو تمام رات یہ آیت "بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ" دہراتے رہے اور گڑگڑا کر روتے رہے۔ [1]

زائدہؒ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے عشاء کی نماز ابوحنیفہ کے ساتھ پڑھی، اور آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں مسجد میں ہی ہوں، اور میرا ارادہ تھا کہ نماز وغیرہ سے فراغت کے بعد، آپ سے تنہائی میں ایک مسئلہ کی بابت دریافت کرلوں، اس لیے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گیا، لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے، اور آپ نے نماز شروع کردی، اور انتظار کرنے لگا کہ کب آپ نماز سے فارغ ہوں گے، جب آپ اس آیت "فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ" پر پہنچے، تو تمام رات اس کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ موذن نے نمازِ فجر کے لیے اذان دینا شروع کردی۔ [2]

آپ کے تلامذہ میں سے ہی ایک بزرگ شخصیت ابوبکر العابد فرماتے ہیں کہ:

---

[1] ترجمہ: ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے، اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے (سورہ قمر، آیت 46)

قاسم بن معن ان ابا حنيفة قام ليلة بهذه الآية (بل الساعة موعدهم والساعة أدهى وأمر) يرددها ويبكى ويتضرع (أخبار أبى حنيفة وأصحابه لابى عبد الله الصيمرى، ص ٥٦)

[2] ترجمہ: پس اللہ نے ہم پر احسان فرمایا، اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچالیا (الطّور، آیت 27)

احمد بن يونس قال سمعت زائدة يقول صليت مع أبى حنيفة فى مسجده عشاء الآخرة وخرج الناس ولم يعلم أنى فى المسجد وأردت أن أسأله عن مسألة من حيث لا يرانى أحد قال فقام فقرأ وقد افتتح حتى بلغ إلى هذه الآية (فمن الله علينا ووقانا عذاب السموم) فأقمت فى المسجد انتظر فراغه فلم يزل يرددها حتى أذن المؤذن لصلاة الفجر (أخبار أبى حنيفة وأصحابه لابى عبد الله الصيمرى، ص ٥٤)

ایک رات میں نے دیکھا کہ ابوحنیفہ بارگاہِ حضوری میں نماز میں مشغول تھے، اور آہ وگریہ زاری اور روتے ہوئے یہ دعا مانگ رہے تھے: ”**رب ارحمنی یوم تبعث عبادک وقنی عذابک واغفر لی ذنوبی یوم یقوم الأشهاد**“ کہ اے میرے رب! مجھ پر رحم فرمائیے، اس دن بھی کہ جب آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے، اور مجھے اپنے عذاب سے بچا لیجئے، اور میرے گناہوں کی بخشش فرما دیجئے، اس دن بھی کہ جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔ [1]

اور حسن بن زیاد آپ کا اپنا قول نقل کرتے ہیں کہ:

بہت دفعہ میں نے فجر کی دو رکعتوں میں، قرآن مجید کی دو مکمل منزلوں کی قرائت کی۔ [2]

اسی طرح حفص بزاز اور مسعر کے حوالہ سے بھی آپ کا ایک دن میں ایک قرآن مکمل کرنا منقول ہے۔ [3]

رمضان کی آمد

آپ جس طرح سے عام دنوں اور روزمرہ کے معمولات میں عبادت و ریاضت کا خصوصی اہتمام فرمایا کرتے تھے، اسی طرح رمضان کی آمد پر بھی اس کا اہتمام اور بھی زیادہ بڑھ جاتا تھا، اور آپ خود کو قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول فرما لیا کرتے تھے، اور آپ سے بات کرنا مشکل ہوتا تھا۔

چنانچہ امام ابویوسف رحمہ اللہ سے اس سلسلے میں ایک روایت منقول ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

ابوحنیفہ دن اور رات کو ملا کر ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے، لیکن جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا، تو عید الفطر کی رات اور دن ملا کر کل باسٹھ (62) ختم کیا کرتے تھے (یعنی ایک دن اور رات میں دو قرآن ختم فرمایا کرتے تھے) [4]

---

[1] عن بكر العابد قال رأيت أبا حنيفة ليلة يصلي ويبكي ويتضرع ويدعو ويقول رب ارحمني يوم تبعث عبادک وقنی عذابک واغفر لی ذنوبی یوم یقوم الأشهاد (أخبار أبی حنيفة وأصحابه لابی عبد الله الصيمری، ص ۵۷)

[2] عن الحسن بن زياد، عن أبی حنيفة، قال: ربما قرأت فی رکعتی الفجر حزبين من القرآن (مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه للذهبی، ص ۲۲)

[3] علی بن حفص البزاز: سمعت حفص بن عبد الرحمن، سمعت مسعرا، يقول: " دخلت المسجد، فرأيت رجلا يصلی فاستحليت قرائته، فوقفت حتى قرأ سبعا، فقلت: يرکع، ثم بلغ الثلث، فقلت: يرکع، ثم بلغ النصف، فلم يزل على حاله حتى ختم القرآن فی رکعة، فنظرت فإذا هو أبو حنيفة (مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه للذهبی، ص ۲۲)

[4] ابن سماعة قال سمعت أبا يوسف يقول كان أبو حنيفة يختم القرآن كل يوم وليلة ختمة فإذا كان شهر رمضان ختم فيه مع ليلة الفطر ويوم الفطر اثنتين وستين ختمة (أخبار أبی حنيفة وأصحابه لابی عبد الله الصيمری، ص ۵۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی طرح عبداللہ بن لبید کا بیان ہے کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتا تھا، تو آپ خود کو قرآن پاک کی تلاوت کے لیے فارغ کرلیا کرتے تھے، اور جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا، تو آپ سے بات کرنا مشکل ہوتا تھا (بوجہ روزہ، نماز، تلاوت اور قیام اللیل میں ہمہ تن مشغولیت کی وجہ سے) ۱؎

عبادت وریاضت اور صائم النہار اور قائم اللیل ہونے کے باب میں آپ کی شہرت ضرب المثل کے طور پر بیان کی جاتی تھی، علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ:

''ان کی پرہیز گاری اور عبادت کے واقعات تواتر کی حد تک پہنچ گئے ہیں'' ۲؎

والدہ کی خدمت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے والدین بہت نیک تھے، اہلِ علم وفضل سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے، تجارتی و معاشی سرگرمیوں کے باوجود علماء وفقہاء اور صحابہ کرام سے تعلق تھا، آپ کے والد ''ثابت بن نعمان'' کو تابعیت کا شرف حاصل تھا، بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور ان سے خیر وبرکت کی دعا بھی لی تھی، اس کے علاوہ اور بھی کئی صحابۂ کرام کی زیارت اور ان سے تعلق تھا، حضرت عمرو بن حریث مخزومی قریشی رضی اللہ عنہ کے مکان میں ان کی دُکان تھی، صبح وشام ان کی زیارت ہوتی تھی، آپ کے والد، آپ کو بچپن میں ایک دفعہ حج پر بھی لے کر گئے، جہاں باپ بیٹے، دونوں نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، علاوہ ازیں امام صاحب کو صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہے۔ ۳؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وعن یحیی بن نصر، قال: ربما ختم أبو حنیفة القرآن فی رمضان ستین مرة (مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه للذهبی، ص ۲۳)

۱؎ عن عبد الله بن لبید الأخنسی قال کان أبو حنیفة إذا دخل شهر رمضان تفرغ لقراء ة القرآن فإذا کان العشر الأواخر فقلیل ما یوصل إلی کلامه (أخبار أبی حنیفة وأصحابه لابی عبد الله الصیمری، ص ۵۷)

۲؎ عبادة أبی حنیفة قد تواتر قیامه اللیل وتهجده وتعبده رحمه الله تعالی (مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه للذهبی، ص ۲۰)

۳؎ وقال إسماعیل بن حماد بن أبی حنیفة :أنا إسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان، من أبناء فارس من الأحرار، والله ما وقع علینا رق قط .ولد جدی سنة ثمانین، وذهب ثابت إلی علی بن أبی طالب، رضی الله عنه، وهو صغیر، فدعا له بالبرکة فیه وفی ذریته، ونحن نرجو أن یکون الله تعالی قد استجاب ذلک لعلی فینا، والنعمان بن المرزبان أبو ثابت هو الذی أهدی لعلی بن أبی طالب، رضی الله عنه، الفالوذج فی المهرجان النیروز (وفیات الاعیان، لابی العباس شمس الدین أحمد، ج۵، ص ۴۰۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

کتب میں یہ بات کثرت سے ملتی ہے کہ جب تک آپ کے والدین زندہ رہے، آپ ان کی خوب خدمت کیا کرتے تھے،علمی ومعاشی مشاغل کے باوجود والدین بزرگوار کی خدمت کے لیے ہمہ تن تیار رہتے تھے،اوران کے انتقال کے بعدان کے لیے ہمیشہ ایصالِ ثواب اوردعائے مغفرت کااہتمام فرماتے رہے،خودبیان فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے اعمال کے تین حصے کیے ہیں، ایک تہائی اپنے لیے، اور ایک تہائی اپنے والدین کے لیے،اورایک تہائی اپنے استادحمادبن ابی سلیمان کے لیے'' [1]

حسن بن زیادفرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے،اپنی حانث شدہ قسم کے متعلق مسئلہ دریافت کرنا چاہا،تو آپ نے جواب دیا،مگرآپ کی والدہ اس سے مطمئن نہیں ہوئیں، کہا کہ میں جب تک ابوزرعہ قاص سے نہ پوچھ لوں، مجھے اطمینان نہ ہوگا، آپ والدہ کولے کرابوزرعہ کے پاس تشریف لے گئے،اور صورتِ حال بتائی،ابوزرعہ نے تعجب سے کہا کہ ''کوفہ کا فقیہ آپ کے ساتھ ہے، پھر میں کیا فتویٰ دوں'' آپ نے ابوزرعہ کوجواب بتا کرکہا کہ آپ اس طرح میری والدہ کوفتویٰ دے دیں، چنانچہ ابوزرعہ نے ایسا ہی کیا،اس طرح امام صاحب کی والدہ بھی راضی اورمطمئن ہوگئیں۔ [2]

آپ کے والد کا ماجد انتقال پہلے ہوگیا تھا، جبکہ والدہ ماجدہ کا انتقال تاریخی روایات کے مطابق 130ہجری کے بعدہواتھا،اس لیے آپ کوان کی خدمت کاخوب موقع ملا۔

آپ کے شاگردقاضی ابویوسف فرماتے ہیں کہ آپ زمانۂ طالب علمی میں بھی اپنی والدہ کی کوئی بات نہیں ٹالتے تھے،جب کہیں جانا ہوتا،تووالدہ کوسواری پرلے جاتے تھے۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾وأبو حنیفة النعمان بن ثابت بن النعمان بن المَرْزُبَانِ التَّیْمِیُّ الکوفی، صاحب الرأی، وإمام أصحاب الرأی، وفقیه أهل العراق .رأی انس بن مالک -رَضِیَ اللهُ عَنْهُ .-وسمع عطاء بن أبی رباح، وأبا إسحاق السبیعی، ومحارب بن دثار، وحماد بن أبی سلیمان، والهیثم بن حبیب، وقیس بن مسلم، ومحمد بن المنکدر، ونافعًا مولی ابن عمر -رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا -، وهشام بن عروة، وسماک بن حرب (مکانة الامام ابی حنیفة فی الحدیث، لمحمد عبد الرشید النعمانی الباکستانی ،المتوفی1420هجری، ص ٦٣)

[1] محمد بن زید بن عمیر قال سمعت أبا حنیفة یقول قد جعلت عملی أثلاثا ثلثا لنفسی وثلثا لوالدی وثلثا لحماد (أخبار أبی حنیفة وأصحابه لابی عبد الله الصیمری، ص ٦٣)

[2] حسن بن زیاد یقول حلفت أم أبی حنیفة بیمین فحنثت فاستفتت أبا حنیفة فأفتاها فلم ترض وقالت لا أرضی إلا بما یقول زرعة القاص فجاء بها أبو حنیفة إلی زرعة فسألته فقال :أفتیک ومعک فقیه الکوفة فقال :أبو حنیفة أفتها بکذا وکذا فأفتاها فرضیت (تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، ج٦، ص ١١٤، باب النون، ذکر من اسمه النعمان)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 7) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دین میں مضبوطی اور قوت

حضرت عقبہ بن اوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَصَبْتُمْ اسْمَهُ: عُمَرُ الْفَارُوقُ قَرْنٌ مِنْ حَدِيدٍ أَصَبْتُمْ اسْمَهُ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ذُو النُّورَيْنِ قُتِلَ مَظْلُومًا أُوتِيَ كِفْلَيْنِ مِنَ الرَّحْمَةِ (السنة لابن ابی عاصم، تحت رقم الحديث ۱۱۵۳، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۳۹، مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۳۲۷۱۶) [1]

ترجمہ: ہم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ کے پاس تھے، کہ انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تم اُن کے نام کے مطابق پاچکے ہو کہ وہ صدیق تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تم اُن کے نام کے مطابق پاچکے ہو، کہ وہ فولادی سینگ (یا باطل کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار) تھے، اور دونور والے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (کو بھی تم اُن کے نام کے مطابق پاچکے ہو) کہ جنہوں نے مظلومانہ شہادت پائی، انہیں رحمت (اور اللہ کے فضل سے ثواب) کے دوحصہ دیے گئے (ابنِ ابی عاصم، ابن ابی شیبہ، طبرانی)

مذکورہ حدیث میں بیان کردہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صفت کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حدیث میں بھی ہے۔

چنانچہ حضرت عمیر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ الْأَحْبَارِ فَقَالَ: يَا كَعْبُ كَيْفَ تَجِدُ

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی بإسنادين، ورجال أحدهما رجال الصحيح غير عقبة بن أوس، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۵۳۸، باب فيما كان من أمره ووفاته رضی الله عنه)

وقال الالبانی: إسناده صحيح رجاله كلهم ثقات رجال البخاری غير عقبة بن أوس وهو السدوسی كما فی الرواية الآتية وهو صدوق كما فی التقريب. والحديث أخرجه ابن سعد ۳/۱۷۰ من طريق أخرى عن ابن سيرين به مختصرا بلفظ أبو بكر سميتموه الصديق وأصبتم اسمه وسنده صحيح أيضا (السنة لابن ابی عاصم ومعها ظلال الجنة، تحت رقم الحديث ۱۱۵۳)

نَعْتِی؟ قَالَ: أَجِدُ نَعْتَکَ قَرْنًا مِنْ حَدِیدٍ قَالَ: وَمَا قَرْنٌ مِنْ حَدِیدٍ؟ قَالَ: أَمِیرٌ سَدِیدٌ لَا یَأْخُذُهُ فِی اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۰، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم، رقم الحدیث ۱۳۳) [1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کو بُلوایا اور اُن سے فرمایا کہ اے کعب! آپ نے (گزشتہ آسمانی صحیفوں میں) مجھے کیسا پایا ہے؟ حضرت کعب نے فرمایا کہ میں نے (گزشتہ آسمانی صحیفوں میں) آپ کا ذکر فولادی سینگ (کے لقب) سے پایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ فولادی سینگ کا کیا مطلب؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مضبوط (وامانت دار) امیر (وحکمران) جسے اللہ (کے دین) کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت متأثر نہ کرسکے (طبرانی، ابنِ ابی عاصم)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ اونچے درجے کے صحابی ہیں، جو اسلام قبول کرنے سے پہلے بڑے یہودی عالم تھے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے معلوم کیا کہ گزشتہ آسمانی صحیفوں میں میرے متعلق کوئی بات ذکر ہوئی ہے، جس کے جواب میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گزشتہ آسمانی صحیفوں میں آپ کا ذکر ’’قَرْنٌ مِنْ حَدِیدٍ ‘‘ کے لقب سے تھا، ’’قَرْنٌ مِنْ حَدِیدٍ ‘‘ کا لغوی معنیٰ فولادی سینگ یعنی لوہے کا سینگ بنتا ہے، جس سے لوہے کی تیز دھار تلوار یا باطل کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار دونوں معنیٰ مراد لیے جاسکتے ہیں، اور ’’قَرْنٌ مِنْ حَدِیدٍ ‘‘ کا مطلب حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا کہ آپ کو اللہ (کے دین) کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت متأثر نہیں کرسکتی۔

اس طرح کا مضمون حضرت اقرع کی سند سے الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ بعض دوسری احادیث میں بھی مروی ہے، مگر ان کی سندوں کو اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۴۱۸، باب شدته رضى الله عنه فى الله وكراهيته للباطل)

[2] حدثنا حفص بن عمر أبو عمر الضرير، حدثنا حماد بن سلمة، أن سعيد بن إياس الجريرى أخبرهم، عن عبد الله بن شقيق العقيلى عن الأقرع مؤذن عمر بن الخطاب، قال: بعثنى عمر إلى الأسقف، فدعوته، فقال له عمر: وهل تجدنى فى الكتاب؟ قال: نعم، قال: كيف تجدنى؟ قال: أجدک قرنا، قال: فرفع عليه الدرة، فقال: قرن مه؟ فقال: قرن حديد، أمين شديد، قال: كيف تجد الذى يجىء بعدى؟ فقال: أجده خليفة صالحا غير أنه يؤثر قرابته، قال عمر: يرحم الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد بارہ خلفاء کے ہونے اور اُن میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہم کے ناموں اور ان کی مخصوص صفات کا ذکر فرمایا ہے، مگر اس تفصیل پر مشتمل احادیث کی سند کو بھی محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

البتہ بعض صحیح احادیث میں خلفائے راشدین کا نام ذکر کیے بغیر قریش میں سے بارہ خلفاء کا ہونا اور قیامت سے پہلے کی چند مزید پیشین گوئیاں مذکور ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عثمان! ثلاثا، قال كيف تجد الذى بعده؟ قال: أجده صدأ حديد، فوضع عمر يده على رأسه فقال: يا دفراه يا دفراه، فقال: يا أمير المؤمنين، إنه خليفة صالح، ولكنه يستخلف حين يستخلف والسيف مسلول والدم مهراق (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۶۵۶)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف.

حدثنا أبو أسامة , قال: حدثنى كهمس , قال: حدثنى عبد الله بن شقيق , قال: حدثنى الأقرع شك كهمس: لا أدرى الأقرع المؤذن هو , أو غيره , قال أرسل عمر إلى الأسقف قال: فهو يسأله وأنا قائم عليهما أظلهما من الشمس , فقال له: هل تجدنا فى كتابكم , فقال: صفتكم وأعمالكم , قال: فما تجدنى , قال: أجدك قرنا من حديد , قال: فنفط عمر فى وجهه وقال: قرن حديد؟ قال: أمين شديد , فكأنه فرح بذلك , قال: فما تجد بعدى؟ قال: خليفة صدق يؤثر أقربيه , قال: يقول عمر: يرحم الله ابن عفان , قال: فما تجد بعده؟ قال: صدع من حديد , قال: وفى يد عمر شىء يقلبه , قال: فنبذه فقال: يا دفراه – مرتين ، أو ثلاثا , قال: فلا تقل ذلك يا أمير المؤمنين , فإنه خليفة مسلم ورجل صالح , ولكنه يستخلف , والسيف مسلول , والدام مهراق , قال: ثم التفت إلى ثم قال: الصلاة (مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۳۲۶۶۳، الفتن لنعيم بن حماد، رقم الحديث ۲۹۳)

[1] عن عبد الله بن عمرو، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " يكون بعدى اثنا عشر خليفة: أبو بكر الصديق لا يلبث إلا قليلا، وصاحب رحى دارة العرب يعيش حميدا، ويقتل شهيدا، فقال رجل: من هو يا رسول الله؟ قال: عمر بن الخطاب ثم التفت إلى عثمان فقال: وأنت سيسألك الناس أن تخلع قميصا كساك الله إياه، والذى نفسى بيده، لئن خلعته لا تدخل الجنة حتى يلج الجمل فى سم الخياط (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۴۲، المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۸۷۴۹، دلائل النبوة للبيهقى، رقم الحديث ج۶، ص۳۹۲، السنة لابن ابى عاصم، رقم الحديث ۱۱۵۲)

رواه الطبرانى فى الأوسط والكبير، وفيه مطلب بن شعيب، قال ابن عدى: لم أر له حديثا منكرا غير حديث واحد غير هذا، وبقية رجاله وثقوا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۹۱۸، كتاب الخلافة، باب الخلفاء الأربعة)

اسنادهٗ ضعيف (ظلال الجنة فى حاشية السنة لابن ابى عاصم، تحت رقم الحديث ۱۱۵۲)

[2] عن عامر بن سعد قال: سألت جابر بن سمرة عن حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا يزال الدين قائما، حتى يكون اثنا عشر خليفة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ صفت معلوم ہوئی کہ وہ دین کے معاملات میں انتہائی مضبوط اور قوت والے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس صفت کو ''قَرْنٌ مِنْ حَدِيدٍ'' کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے، جس کا مطلب اوپر گزرا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ایسی عظیم الشان صفات تھیں، جن کی بدولت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مقام اور مرتبہ حاصل ہوا۔

نیز احادیثِ مبارکہ میں صحابۂ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنتوں اور اُن کے طریقوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا امت کے ہر فرد کو چاہئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس سنت یعنی اللہ کے دین کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متأثر نہ ہونا، کی اتباع اور پیروی کرے، اور دین کے معاملات میں مضبوط اور قوت والا بنے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾من قريش، ثم يخرج كذابون بين يدى الساعة، ثم تخرج عصابة من المسلمين، فيستخرجون كنز الأبيض، كسرى، وآل كسرى، وإذا أعطى الله أحدكم خيرا، فليبدأ بنفسه، وأهله، وأنا فرطكم على الحوض (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٨٠٥، مسلم، رقم الحديث "١٠" ١٨٢٢)

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

گفتگو کے آداب

پیارے بچو! جس آدمی کی عادت، خصلت، طور طریق اچھا ہوتا ہے سب اس کی تعریف کرتے ہیں۔ جو اس سے ملتا ہے خوش ہو جاتا ہے۔ دنیا میں اس کے دشمن تھوڑے اور دوست زیادہ ہوتے ہیں۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو بہت لوگ خوشی سے اس کی مدد کرتے ہیں۔ وہ ایسی بات نہیں کہتا جو کسی کو بری لگے، وہ ایسا کام نہیں کرتا جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ وہ سب کے ساتھ صلح، نرمی اور محبت کا برتاؤ کرتا ہے۔ اچھا آدمی نرم و شیریں زبان سے ہر ایک کا دل جیت لیتا ہے۔ اگر کسی سے اچھے طریقے سے گفتگو کی جائے تو ہر ایک اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ کسی کے ساتھ بات چیت اور گفتگو کے کچھ آداب ہیں۔ اگر ان آداب کو سامنے رکھ کر بات چیت کی جائے، تو بہت سی زبان کی آفات سے بچا جا سکتا ہے۔

ہمیشہ مناسب آواز سے گفتگو کرنی چاہئے۔ آواز نہ تو اتنی دھیمی ہو کہ سنائی نہ دے اور نہ اتنی سخت ہو کہ سننے والے کو ناگوار گزرے۔ بولنے میں اس قدر تیزی اور جلد بازی نہ ہونی چاہئے کہ بات سمجھ میں نہ آئے۔ نہ اتنا رک رک کے بولنا چاہئے جس سے سننے والے کا جی اکتا جائے۔

جب کسی سے بات کرنا ہو تو اول موقع اور وقت کو دیکھ لیا جائے، بات کیسی ہی اچھی یا ضروری ہو لیکن بے موقع یا بے محل کی جائے گی تو ضرور گراں اور بری معلوم ہوگی۔

کسی شخص سے ایسی بات نہ کہی جائے جس جس کو وہ سمجھ نہ سکے یا جس کے سننے کی اسکو رغبت نہ ہو، یا جس کے سننے سے اس کے دل کو رنج اور صدمہ پہنچے۔

چھری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا
لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا

کسی کی بات کاٹنا بہت برا ہے۔ جب تک دوسرے کی بات ختم نہ ہو جائے، ہرگز بات شروع نہ کی جائے، البتہ اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو اول اس شخص سے اجازت لی جائے، جو بول رہا ہے، پھر بات کہی جائے۔ جس سے سوال کیا جائے اسی کو جواب دینا چاہئے یہ بڑی کج فہمی اور ناسمجھی ہے کہ سوال کسی اور سے کیا جائے اور جواب آپ دیں۔ کوئی بھی بات کرنے سے پہلے اسے سوچ لیا جائے، بنا سوچے سمجھے ہرگز

گفتگو نہ کرنی چاہئے۔ایک ہی بات کو بار بار کہنا ایک ہی لفظ کو بار بار دہرانا نہ چاہئے۔بات بات پر ہاتھ ہلانا،منہ بنانا آنکھیں مٹکانا،بھوؤں سے اشارہ کرنا برا ہے۔گفتگو کے وقت بہت تیزی اور غصہ ظاہر کرنا،سخت لفظ بولنا،گڑگڑانا،ہاتھ جوڑ کر بات کہنا،بے حیائی اور مسخرے پن کی باتیں زبان پر لانا بہت گھٹیا اور گناہ کی بات ہے۔اپنی تعریف کرنا بھی برا ہے۔ایسی باتیں لوگوں کے سامنے بیان نہ کی جائیں جن کی سچائی میں خود شک ہو،اگر اتفاق سے کہیں ایسی بات کہنی پڑ جائے تو ساتھ ہی اپنے شک کا اظہار بھی کر دیا جائے۔کسی کے اعتقاد،مذہب یا اس مذہب کے لوگوں اور تہواروں کا مذاق نہ بنانا چاہئے،اس سے دوسرے مذہب والے ہمارے اسلام کا مذاق بنائیں گے۔بزرگوں یا حاکموں سے گفتگو کرنی ہو تو اول ان سے اجازت لی جائے،جب اجازت دیں تو ادب کے ساتھ ان سے بات کی جائے،بات کو بنا کر یا بڑھا کر نہ کہا جائے،مختصر اور صاف الفاظ میں بات کی جائے۔جب چھوٹوں سے گفتگو کی جائے تو نرمی اور مہربانی سے کی جائے۔غرور نہ جتایا جائے اور شیخی نہ بگھاری جائے۔چھوٹوں کو کسی قصور پر ملامت کرنا ہو تو تنہائی میں کی جائے سب کے سامنے ملامت کرنے سے وہ اس کام پر اور جری ہو جائیں گے۔دوستوں کے مجمع میں بیٹھ کر بے ہودہ گپیں نہ ہانکی جائیں۔جو بات ایسی ہو کہ اس میں دوست کا نفع ہو،کہی جائے۔جس بات کے کہنے میں کوئی نفع نہ ہو تو وہاں خاموش رہنا بہتر ہے۔ایسی بحث کبھی نہ چھیڑی جائے جس سے دوستوں کے دل کھٹے ہو جائیں اور دوستی میں دراڑ پڑ جائے۔کبھی کبھی ہنسی اور دل لگی کی بات میں بھی کوئی مضائقہ نہیں مگر اس کی کثرت نہ کی جائے۔

جو بات کہو صاف ہو ستھری ہو بھلی ہو
کڑوی نہ ہو کھٹی نہ ہو،مصری کی ڈلی ہو

Idara Ghufran

بزمِ خواتین

مفتی طلحہ مدثر

ازواج مطہرات کے نکاح (قسط10)

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح

معزز خواتین! حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نام ''برہ'' تھا، ان کا تعلق قبیلہ خضاعہ کے خاندان مصطلق سے تھا ان کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

"جويرية بنت الحارث بن أبی ضرار بن حبيب بن عائذ بن مالك بن جذيمة"

اور جذیمہ کا نام ہی مصطلق تھا جس سے ان کے خاندان کا نام پڑا تھا، ان کے والد حارث اپنے قبیلے کے سردار تھے جس کی وجہ سے ان کی پرورش بہت نازونعم میں ہوئی تھی، نیز فطرتاً بھی انتہائی حسین تھیں جو بھی ان کو دیکھتا تھا یہ اس کے دل میں گھر کر جاتی تھیں اور سردار کی بیٹی ہونے کی وجہ سے ان کو سلیقۂ گفتار پر بھی بھرپور مہارت تھی، نبی علیہ السلام کے عقد میں آنے سے پہلے آپ مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں، جو آپ کے والد کی طرح اسلام اور نبی علیہ السلام کا سخت دشمن تھا۔

۶ ہجری میں بنو مصطلق کی طرف مسلمانوں کے لشکر نے پیش قدمی کی، جو انتہائی خفیہ اور رازداری کے ساتھ یہ سفر طے کرتا ہوا ان تک جا پہنچا جبکہ بنو مصطلق اس سے لاعلم تھے مسلمانوں نے ان کو وقت دیے بغیر ان کا محاصرہ کیا جس کی وجہ سے اسلام کے خلاف جو مختلف قبائل ہوئے تھے وہ سب بدحواس ہو کر بھاگ نکلے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی سمیت بہت سے افراد باندیاں اور غلام بنا لیے گئے چنانچہ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ أَغَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ يَسْقُونَ عَلَى نَعَمِهِمْ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى سَبَايَاهُمْ، وَأَصَابَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ "قَالَ: فَحَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ ابْنُ عُمَرَ، وَكَانَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۴۸۷۳) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر اس حال میں دھاوا بولا جب وہ بے خبر

---

[1] قال شعيب الارنؤوط فی حاشيته: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

تھے اور اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے، پس نبی علیہ السلام نے ان کی طرف سے مقابلہ کرنے والوں کو قتل کر دیا اور باقیوں کو قیدی بنالیا، اور جویریہ بن حارث کو بھی (ان قیدیوں) میں پایا، اور حضرت نافع فرماتے ہیں کہ مجھ سے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کی جو اس لشکر کا حصہ تھے (مسند احمد)

اس لڑائی میں ان کا پہلا شوہر مسافع بن قیس مارا گیا اور یہ قید ہو کر ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچازاد کے حصہ میں آئیں، انہوں نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کرلی، یہ نبی علیہ السلام سے مکاتبت پر مدد مانگنے آئیں تو نبی علیہ السلام نے ان کے سامنے یہ پیشکش رکھی کہ میں تمہاری طرف سے بدل کتابت ادا کرتا ہوں اور تم مجھ سے نکاح کرلو اس پیشکش کو انہوں نے خوش دلی سے قبول کرلیا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وقَعَتْ جُويرِيةُ بنتُ الحارث بنِ المُصْطَلِقِ فی سَهْمِ ثابت بن قيس بن شمَّاس، أو ابنِ عمٍّ له، فكاتَبت على نفسِها، وكانتِ امرأةً مُلاحةً تاخُذها العينُ، قالت عائِشةُ: فجائت تسألُ رسول الله – صلَّى الله عليه وسلم – فی كتابتها، فلما قامَتْ على البابِ فرأيتُها كَرِهتُ مكانَها، وعرفتُ أن رسولَ الله –صلَّى الله عليه وسلم– سيرى منها مِثْلَ الذی رأيتُ، فقالت: يا رسول الله – صلَّى الله عليه وسلم –، أنا جُويريةُ بنتُ الحارِثِ، وأنا كان من أمرِی ما لا يخفى عليک، وإنی وقعتُ فی سهم ثابتِ بنِ قيسِ بنِ شمّاس، وإنی كاتبتُ على نفسی، فجئتُک أسألُک فی كتابتی، فقال رسولُ الله – صلَّى الله عليه وسلم –: " فهل لک إلی ما هو خيرٌ منه؟، قالت: وما هو يا رسولَ الله؟ قال:" أُؤَدِّی عَنکِ كتابتک وأتزوَّجُکِ " قالت: قد فعلتُ، قالت: فتسامع –تعنی الناسَ– أن رسولَ الله – صلَّى الله عليه وسلم – قد تزوَّج جُويريَةَ، فأرسلُوا ما فی أيدِيهم من السَّبیِ، فاعتقُوهُم، وقالوا: أصهار رسول الله – صلَّى الله عليه وسلم –، فما رأينا امرأةً كانت أعْظَمَ بركةً على قومها منها، أُعتق فی سَبَبِها مئةُ أهلِ بَيْتٍ من بنی المُصْطَلِقِ (سنن ابی داود ،کتاب العتاق،رقم الحدیث ۳۱۳۹) [1]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط فی حاشیته :إسناده حسن .

ترجمہ: جویریہ بنت حارث بن مصطلق (غزوہ بنی مصطلق میں) ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچازاد کے حصے میں آئیں، پس انہوں نے اپنے جان کے بدلے میں (اپنے مالک سے) مکاتبت کرلی، اور یہ انتہائی حسین تھی جو آنکھ کو بھا جاتی تھیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کے پاس اپنی مکاتبت کے بارے میں سوال کرنے حاضر ہوئیں، پس جب وہ دروازے پر کھڑی تھیں تو میں نے انہیں دیکھ لیا اور مجھے ان کی موجودگی ناگوار محسوس ہوئی، اور میں گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں وہ (خوبیاں) دیکھ لیں گے جو میں نے ان میں دیکھی تھیں تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جویریہ بنت حارث ہوں اور میرا معاملہ یا میرا حال آپ سے مخفی نہیں ہے، اور میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے اپنی جان کے بدلے میں ان سے مکاتبت کرلی ہے، اور میں آپ کے پاس اپنی مکاتبت کے بارے میں سوال کرنے (مدد وغیرہ مانگنے) حاضر ہوئی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس سے (کہ میں تمہاری مکاتبت میں مدد کروں گا) بہتر لینا چاہوگی؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف سے کتابت کی رقم ادا کردیتا ہوں اور تم سے نکاح کرلیتا ہوں، انہوں نے کہا میں یہ نے بات (قبول) کرلی (یعنی اس میں سوچنے یا مسورہ کرنے والی کوئی بات نہیں ہے میں برضا اس پیشکش کو قبول کرتی ہوں) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے اس کے متعلق سنا کہ نبی علیہ السلام نے جویریہ سے شادی کرلی ہے تو انہوں نے اپنی ملکیت میں جو قیدی تھے ان کو آزاد کردیا اور انہوں نے کہا کہ یہ نبی علیہ السلام کے سسرال والے ہیں، پس ہم نے اپنی قوم کے لیے کوئی بھی عورت حضرت جویریہ سے زیادہ بابرکت نہیں دیکھی، ان کی وجہ سے بنی مصطلق کے سو گھرانے آزاد کیے گئے (سنن ابی داؤد)

اور ایک حدیث میں حضرت عائشہ، حضرت جویریہ کے بارے میں فرماتی ہیں:

وَكَانَتْ امْرَأَةً حُلْوَةً مُلَاحَةً لَا يَرَاهَا أَحَدٌ إِلَّا أَخَذَتْ بِنَفْسِهِ (مسند احمد رقم الحدیث ۲۶۳۶۵) [1]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط فی حاشیتہ: إسناده حسن من أجل محمد بن إسحاق، وقد صرح بالتحديث هنا فانتفت شبهة تدليسه .وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين .

ترجمہ: اور وہ انتہائی خوبصورت اور حسین عورت تھیں، جو بھی ان کو دیکھتا یہ اس کے دل میں گھر کرجاتی تھیں (مسند احمد)

نبی علیہ السلام نے ان سے نکاح کرنے کے بعد ان کا پہلا نام ''برہ'' تبدیل فرما کر جویریہ رکھ دیا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

كَانَ اسْمُ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَّةَ، فَحَوَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا، فَسَمَّاهَا جُوَيْرِيَةَ (مسند احمد رقم الحديث ٢٩٠٠) [1]

ترجمہ: نبی علیہ السلام کی اہلیہ جویریہ بنت حارث کا نام ''برہ'' تھا، پس نبی علیہ السلام نے ان کا نام تبدیل فرمایا اور ان کا نام جویریہ رکھا (مسند احمد)

ملاحظہ فرمایئے کہ اتنی مبارک خاتون تھیں، مگر نکاح کتنی سادگی کے ساتھ ہوا کہ جب حضرت جویریہ کتابت کے لئے مدد طلب کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں، اسی وقت ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرلیا، نہ تو نکاح کے لئے کوئی تاریخ مقرر ہوئی، اور نہ ہی رضامندی نکاح کے لئے مستقل طور پر باقاعدہ کوئی مجلس قائم کی گئی۔

غلام یا باندی کے حق میں ''کتابت'' اس کو کہا جاتا ہے کہ جس غلام یا باندی کے ساتھ اس کے مالک کا یہ معاہدہ ہوجائے کہ اتنا مال مجھے دے دو تو تم آزاد ہو، اس طرح کتابت کا معاملہ حضرت جویریہ نے بھی اپنے مالک کے ساتھ کیا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا معاوضہ ادا کرنے کی ذمہ داری اٹھا کر ان سے نکاح کرلیا۔

اس نکاح میں نہ تو سب لوگوں کو جمع کیا گیا، اور نہ ہی سب کو نکاح کی اطلاع دینے کا اہتمام کیا گیا، جب لوگوں کو خود سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے نکاح کرلینے کا پتہ چلا تو بہت سے لوگوں نے حضرت جویریہ کے قبیلہ کے غلاموں کو جوان کی تحویل میں تھے، آزاد کردیا، یہ سب کچھ صحابۂ کرام کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور امہاتُ المؤمنین کی عظمت کی وجہ سے تھا، مگر اس عقیدت ومحبت اور عظمت کے باوجود کسی نے نہ تو ولیمہ یا بارات کا تقاضا کیا، اور نہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کی ضرورت سمجھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کی محبت اور امہات المؤمنین کی عظمت وعقیدت عطا فرمائے۔ (جاری ہے......)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط فى حاشيته: صحيح، وهذا إسناد حسن، عامّة رواته غير المسعودى ثقات من رجال الصحيح.

Idara Ghufran

حکمرانوں کو بُرا بھلا کہنے سے بچنا، اور اتفاق واتحاد قائم کرنے کی فضیلت

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَالنَّصِيحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ، تُحِيْطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ (ابنِ ماجه، رقم الحديث 3056)

ترجمہ: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مومن کا دل خیانت (وکوتاہی) نہیں کرتا، ایک تو اللہ کے لئے اخلاص قائم کرنا، دوسرے مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی کرنا، اور تیسرے مسلمانوں کی جماعت کا ہمیشہ ساتھ دینا کیونکہ مسلمانوں کی جماعت کی دعاء، ان کے اردگرد سے انہیں گھیر لیتی ہے (اور شیطان کسی بھی طرف سے حملہ آور نہیں ہوسکتا) (ابن ماجہ، ابن ابی عاصم)

یعنی جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری اخلاص کے ساتھ اور بغیر کسی دکھاوے وتکبر کے کرے، اور مسلمانوں حکمرانوں ہمیشہ خیر خواہی چاہے، اور ان کی غیبت و بہتان طرازی اور بُرا بھلا کہنے سے اجتناب کرے، اور فرقہ پسندی اور جماعت بازی سے اجتناب کرتا ہوئے، اتفاق واتحاد قائم کرنے کی کوشش کرے، تو ایسا شخص کامل مومن ہے، موجودہ دور میں جبکہ آپس اتفاق و اتحاد کا فقدان ہے، اور حکمرانوں کو بُرا بھلا بھی زور وشور سے کہا جاتا ہے، تو ایسے میں ان احادیث پر عمل پیرا ہونا، دنیا وآخرت کی بھلائی ونجات کا ذریعہ ہیں۔

آخرت کی کامیابی ونجات کا معیار

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ،وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تفرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ(ترمذی،رقم الحدیث ۲۶۴۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ضرور وہ حالات پیش آئیں گے، جو بنی اسرائیل پر پیش آئے تھے،ایک جوتے کے دوسرے جوتے کے تسمہ کے برابر(یعنی بالکل قریب قریب) یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں سے کھلے عام بدکاری کی ہوگی،تو میری امت میں بھی کوئی شخص یہ حرکت کرے گا،اور بنی اسرائیل کے بہتّر فرقے ہوگئے تھے،اور میری امت کے تہتّر فرقے ہوجائیں گے،جو تمام جہنم میں جائیں گے،سوائے ایک فرقے کے،صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں(ترمذی)

صحابہ ہدایت یافتہ ہیں،اس لیے رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کا طریقہ ہی نجات والا راستہ ہے۔

اسلام کے بنیادی ارکانوں کی بجا آوری کی اہمیت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسَكُمْ، وَأَطِيْعُوْا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (المعجم الكبير للطبرانی)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سنا کہ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے، پس تم اپنے رب کی عبادت کرو، اور پانچوں نمازیں پڑھو، اور اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اور اپنے مالوں کی خوش دلی کے ساتھ زکاۃ ادا کرو، اور اپنے معاملات کے امیروں (وسربراہوں) کی اطاعت کرو (اِن اعمال کی برکت سے) تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے (طبرانی، حدیث نمبر 7535)

معلوم ہوا کہ دینِ اسلام آخری مذہب ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت آخری شریعت ہے، جس کا زمانہ پہلی امتوں کے مقابلہ میں وسیع اور ہر طرح کے پُرفتن زمانوں کے لیے جامع اور قابلِ عمل ہے، نماز، روزہ، زکاۃ اور حج کی ادائیگی اسلام کے اہم رکن ہیں، اور ان پر عمل ہر دور کے مسلمانوں کے لیے ضروری ولازم ہے۔

Idara Ghufran

حکمرانوں کی اطاعت سے متعلق نبی صلی اللہ کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (بخاری، رقم الحديث ۳۴۵۵)

ترجمہ: بنی اسرائیل میں انبیاء (عوام کی) نگرانی وانتظامات کیا کرتے تھے، جب ایک نبی کا وصال ہوجاتا، تو دوسرا اس کا جانشین ہوجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (اس لیے میرا کوئی نبی ہونے کی حیثیت سے جانشین نہ ہوگا) اور خلفاء (یعنی نیک حکمران) ہوں گے، جو کہ کثرت سے ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک (خلیفہ وحکمران) کی بیعت پوری کرنا اور انہیں ان کا (وہ حق جو تم پر ہے) دیتے رہنا (یعنی ان کی شرعی اور جائز معاملات میں اطاعت وپیروی کرنا) اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جن (رعایا) پر حکمران بنایا ہے، وہی ان کے (معاملات کے) بارے میں ان سے باز پرس کرے گا (اگر انہوں نے رعایا پر ظلم کیا ہوگا، تو اللہ ان سے مؤاخذہ فرمائے گا تم سے مؤاخذہ نہیں فرمائے گا) (بخاری)

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

ایک نماز کی قضاء پر ایک ”حقب“ عذاب کی تحقیق (قسط2)

حضرت عبادہ بن صامت کی روایت

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

”حقب“ چالیس سال کا ہوتا ہے۔ [1]

مگر اس حدیث کو بھی محدثین واہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف اور بعض حضرات نے غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا أحمد بن علی بن المثنی ثنا الأزرق بن علی ثنا یحیی بن أبی بکیر ثنا عمرو بن شمر عن لیث بن أبی سلیم عن عبد الرحمن بن سابط عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الحقب أربعون سنة وهذان الحدیثان غیر محفوظین(الکامل فی ضعفاء الرجال،لا بن عدی، ج۵،ص ۱۳۰)

[2] قال محمد بن طاهر المقدسی:

حدیث :الحقب أربعون سنة .رواه عمرو بن شمر :عن لیث بن أبی سلیم ، عن عبد الرحمن بن سابط ، عن عبادة بن الصامت قال :قال النبی (. وعمرو متروک الحدیث ، والحدیث غیر محفوظ (ذخیرة الحفاظ،رقم الحدیث ۲۷۱۰)

وقال سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشَّثری:

"الحقب أربعون سنة."

أخرجه ابن عدی فی الکامل(۱۳۰/۵)ترجمة عمرو بن شمر، عن أحمد بن علی بن المثنی، عن الأزرق بن علی، عن یحیی بن أبی بکیر، عن عمرو بن شمر، عن لیث، عن عبد الرحمن بن سابط، عن عبادة مرفوعا بلفظه المتقدم .وقال عقبة :غیر محفوظ.

وفیه عمرو بن شمر :کذاب .انظر :اللسان(۴۲۲/۴)

وقد عزاه السیوطی فی الدر(۳۰۷/۶) إلی ابن مردویه عن عبادة بنحوه.

وعلی هذا فلا یثبت فی تفسیر الحقب شیء مرفوع، قال القرطبی فی تفسیره (۱۷۹/۱۹)هذه أقوال متعارضة، والتشدید فی الآیة للخلود یحتاج إلی توقیف یقطع العذر .ولیس ذلک بثابت عن النبی -صلی الله علیه وسلم -وإنما المعنی :أی لابثین فیها أزمانا ودهورا، کلما مضی زمن یعقبه زمن، ودهر یعقبه دهر، هکذا أبد الآبدین .من غیر انقطاع .اهـ(تخریج:المطَالبُ العَالیَةُ بزَوَائِدِ المسَانید الثّمَانیَةِ،رقم الحدیث ۳۷۷۵، سورة النبأ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مزید یہ کہ یہ روایت ان روایات وآثار کے بھی خلاف ہے، جن میں ’’حقب‘‘ کی مقدار چالیس کے بجائے اسّی سال بیان کی گئی ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اس لئے اس روایت پر عقیدہ نہیں رکھا جاسکتا۔

حضرت ابوامامہ کی روایت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ’’سورہ نبأ‘‘ کی آیت ’’لابثین فیھا احقابا‘‘ کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

’’ایک ’’حقب‘‘ تیس ہزار سال کا ہوتا ہے‘‘ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال خالد بن عبد العزيز الباتلي:

عن عبادة بن الصامت -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(الحقب أربعون سنة)

تخريجه :أخرجه ابن عدى فى (الكامل ١٣٠/٥)قال :حدثنا أحمد بن على بن المثنى، ثنا الأزرق ابن على، ثنا يحيى بن أبى بكير، ثنا عمرو بن شمر، عن ليث بن أبى سليم، عن عبد الرحمن ابن سابط، عن عبادة بن الصامت -رضى الله عنه .. -فذكره.وعزاه فى (الدر المنثور ٢٠٣/١٥)إلى ابن مردويه.

الحكم على الإسناد :ضعيف جدا، فيه :عمرو بن شمر الجعفى، أبو عبد الله الكوفى .متروك، منكر الحديث .قال أبو حاتم :منكر الحديث جدا، ضعيف الحديث، لا يشتغل به، تركوه. وقال ابن حبان :كان رافضيا يشتم أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وكان ممن يروى الموضوعات عن الثقات فى فضائل أهل البيت وغيرها، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب.ينظر :الجرح والتعديل ٢٣٩/٦ ، المجروحين ٧٥/٢، اللسان ٤٢٠/٤.

وفيه :ليث بن أبى سليم، صدوق اختلط جدا، ولم يتميز حديثه؛ فترك، وهو ممن يعتبر بحديثه، فلا يحتج به، ولا يسقط بالكلية، وضعفه ناتج من جهة سوء الحفظ، لا من جهة العدالة. وسبق فى الحديث رقم .

وقال ابن عدى :هذا الحديث غير محفوظ(التفسير النبوى مقدمة تاصيلية مع دراسة حديثية لاحاديث التفسير النبوى الصريح، ج٢ص ١٨٢،رقم الحديث ٢٨٢،سورة النبأ)

[1] حدثنا عبد العزيز بن سليمان الحرملي الأنطاكي، ثنا يعقوب بن كعب الحلبي، ثنا مروان بن معاوية، عن جعفر بن الزبير، عن القاسم، عن أبي أمامة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :(لابثين فيها أحقابا) الحقب الواحد ثلاثون ألف سنة(المعجم الكبيرللطبراني، رقم الحديث ٧٩٥٧)

اورحضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں سورہ نبأ ہی کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ مضمون مروی ہے کہ:

’’حقب‘‘ ایک ہزار مہینوں (یعنی تراسی سال) کا ہوتا ہے، اور مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے، اور سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے، اور آخرت کا ہر دن دنیا کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے، اور’’حقب‘‘ تقریباً تین کروڑ سالوں کے برابر ہوتا ہے۔ [1]

مگر حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی سند کو محدثین واہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف اور منکر وغیرہ قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال ابن أبی عمر :حدثنا مروان، عن جعفر بن الزبیر، عن القاسم، عن أبی أمامة رضی الله عنه قال :قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فی قول الله عز وجل :(لابثین فیها أحقابا) قال :الحقب :ألف شهر، والشهر ثلاثون یوما، والسنة ثلاثمائة وستون یوما، والیوم ألف سنة مما تعدون، والحقب :ثلاثون ألف ألف سنة(المطالب العالیة لابنِ حجر، ج۱۵ ص۴۲۳، رقم الحدیث ۳۷۷۵، سورة النبأ)

[2] قال الهیثمی:

رواه الطبرانی، وفیه جعفر بن الزبیر وهو ضعیف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۱۴۶۲،قوله تعالی :لابثین فیها أحقابا)

وقال ابن کثیر:

وهذا حدیث منکر جدا، والقاسم هو والراوی عنه وهو جعفر بن الزبیر کلاهما متروک(تفسیر ابن کثیر، ج۸ص۳۱۰،سورة النبأ)

وقال ابن حجر:

جعفر بن الزبیر الحنفی أو الباهلی الدمشقی نزیل البصرة متروک الحدیث وکان صالحا فی نفسه(تقریب التهذیب،لابن حجر، ج۱،ص۱۶۱، تحت رقم الترجمة ۹۴۱)

وقال خالد بن عبد العزیز الباتلی:

عن أبی أمامة -رضی الله عنه -قال :قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فی قول الله تعالی : (لَابِثِینَ فِیهَا أَحْقَابًا) :(الحقب ألف شهر، والشهر ثلاثون یوما، والسنة ثلاثمائة وستون یوما، والیوم ألف سنة مما تعدون، فالحقب ثلاثون ألف ألف سنة)

تخریجه :أخرجه ابن أبی عمر العدنی فی مسنده، کما فی (المطالب العالیة ۴/۱۸۰)رقم (۳۷۸۴)قال :حدثنا مروان، عن جعفر بن الزبیر، عن القاسم، عن أبی أمامة -رضی الله عنه ..- فذکره.

وأخرجه الطبرانی فی الکبیر ۸/۲۴۴رقم ۷۹۵۷) من طریق مروان، به، مختصرا.

وعزاه فی (الدر المنثور ۱۵/۲۰۲)إلی ابن أبی حاتم، وابن مردویه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

جبکہ بعض حضرات نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے، جس کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ ایک روایت میں ایک ''حقب'' کو تیس ہزار سال کا اور دوسری روایت میں تین کروڑ سال کا بتلایا گیا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحکم علی الإسناد:

ضعیف جدا، لحال جعفر بن الزبیر الحنفی، وقیل :الباھلی، الشامی الدمشقی، نزل البصرة (ق) .متروک الحدیث، واتھمه شعبة بالکذب علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم.-وسبق فی الحدیث رقم(۲۴۱)

وقال ابن کثیر فی تفسیرہ ۳۰۶/۸ " ھذا حدیث منکر جدا، والقاسم والراوی عنه، وھو جعفر بن الزبیر؛ کلاھما متروک."

قلت :القاسم؛ ھو ابن عبد الرحمن الشامی، أبو عبد الرحمن الدمشقی .(بخ)وثقه ابن معین، والترمذی، ویعقوب بن شیبة، وغیرھم.

وقال أبو حاتم :حدیث الثقات عنه مستقیم لا بأس به، وإنما ینکر عنه الضعفاء .

وذکرہ العقیلی فی (الضعفاء) وابن حبان فی (المجروحین) وقال :کان ممن یروی عن أصحاب رسول الله -صلی الله علیه وسلم -المعضلات، ویأتی عن الثقات بالأشیاء المقلوبات حتی یسبق إلی القلب أنه کان المتعمد لھا .وضعفه ابن کثیر.

وقال الذھبی :صدوق، وقال الحافظ :صدوق یغرب کثیراً .توفی سنة ۱۱۲ ھ.

ینظر :طبقات ابن سعد(۴۴۹/۷)التاریخ الکبیر(۱۵۹/۷)الجرح والتعدیل(۱۱۳/۷) جامع الترمذی رقم(۴۲۸ و ۳۹۸۰)الضعفاء الکبیر للعقیلی(۴۷۶/۳)کتاب المجروحین(۲۱۱/۲)تھذیب الکمال (۳۸۳/۲۳)السیر(۱۹۴/۵)الکاشف (۱۲۹/۲)المیزان(۳۷۳/۳)تفسیر ابن کثیر(۴۵۱/۳)التھذیب(۵۲۱/۴)التقریب(۴۵۰)

وأوردہ الھیثمی فی (مجمع الزوائد ۱۳۳/۷)وقال" :رواہ الطبرانی، وفیه :جعفر بن الزبیر، وھو ضعیف."

وضعف إسنادہ السیوطیُ فی (الدر المنثور ۲۰۲/۱۵)(التفسیر النبوی مقدمة تاصیلیة مع دراسة حدیثیة لاحادیث التفسیر النبوی الصریح، ج۲ص۸۱۸، ۸۱۹، رقم الحدیث ۲۸۰،سورة النبأ)

۱؎ قال سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشَّثری:

(قال ابن) أبی عمر :حدثنا مروان، عن جعفر بن الزبیر، عن القاسم، عن أبی أمامة رضی الله عنه قال :قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فی قول الله عز وجل:(لابثین فیھا أحقابا)

قال :الحقب :ألف شھر، والشھر ثلاثون یوما، والسنة ثلاثمائة وستون یوما، والیوم ألف سنة مما تعدون، والحقب :ثلاثون ألف ألف سنة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عمر کی روایت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

''اللہ کی قسم! جہنم سے اس وقت تک کوئی بھی نہیں نکلے گا، جب تک کہ اس میں چند ''حقب'' نہ ٹھہر جائے، اور ''حقب'' اسی سالوں سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے، ہر سال دنیا کے حساب سے تین

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

درجته: موضوع لحال جعفر بن الزبير فهو كذاب. وقول الهيثمى فى المجمع(۱۳۶/۷) رواه الطبرانى وفيه جعفر بن الزبير، وهو ضعيف. اهـ. فيه تساهل. وكذا قال البوصيرى فى الإتحاف (۲/۱۷۱ق ب)

تخريجه:

أخرجه الطبرانى فى الكبير(۸/۲۹۲: ۷۹۵۷)من طريق جعفر به بنحوه.

ولفظه" :الحقب الواحد ثلاثون ألف سنة ."

وأخرجه ابن أبى حاتم فى تفسيره. انظر :ابن كثير(۴/۴۰۵)من طريق جعفر به بنحوه وقال الإمام ابن كثير عقب ذكره :وهذا حديث منكر جدا. والقاسم، هو والراوى عنه، كلاهما متروك. اهـ.

وعزاه فى الدر بهذا اللفظ إلى ابن مردويه، وحكم بضعفه(تخريج:المطَالبُ العَاليَةُ بِزَوَائِدِ المسَانيد الثّمَانِيَةِ،رقم الحديث ۳۷۷۵، سورة النبأ)

وقال الالبانى:

(الحقب الواحد :ثلاثون ألف سنة). موضوع

أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير(۷۹۵۷) "من طريق جعفر ابن الزبير عن القاسم عن أبى أمامة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(لا بثين فيها أحقابا)" : الحقب." ...

قلت :وهذا موضوع؛ آفته جعفر هذا؛ فإنه متهم بالوضع، وقال الحافظ فى "التقريب:" "متروك الحديث."

قلت :وقد سبق له بعض الموضوعات كالحديث(۳۴۵،۲۰۷)

وبه أعل هذا الحديث الهيثمى فى "المجمع/۷ ۱۳۳ "لكنه سهل القول فيه، فقال":هو ضعيف!"

وهو متردد الرأى فيه؛ فتارة يقتصر على تضعيفه، وتارة يكذبه، وتارة يتركه.

والحديث؛ أورده ابن كثير فى تفسير الآية المذكورة؛ من رواية ابن أبى حاتم من الوجه المذكور؛ لكن بلفظ":ألف ألف سنة!"

كذا وقع فيه "ألف ألف "مكررة، فلا أدرى أهكذا رواية ابن أبى حاتم، أم هو خطأ من الناسخ أو الطابع لابن كثير، فليراجع له "الدر المنثور "للترجيح .ثم قال ابن كثير:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سوساٹھ دن کا ہوتا ہے“ ۱؎

اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ:

”ہر دن تمہارے حساب سے ہزار سال کا ہوگا“۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"وهذا حديث منكر جدا، والقاسم والراوى عنه جعفر بن الزبير كلاهما متروك."

كذا قال !ولا دخل للقاسم فى هذا الحديث؛ فإن المعتمد فيه أنه حسن الحديث إذا كان الراوى عنه ثقة.

(تنبيه) : كان الداعى إلى تخريج هذا الحديث :أننى لما أقمت مضطرا فى بيروت أواخر سنة ١٤٠١ منفيا من عمان إلى دمشق بتاريخ ١٩ شوال من السنة المذكورة؛ قضيت وقت غربتى فى تحقيق كتاب "رفع الأستار لإبطال أدلة القائلين بفناء النار "للعلامة الصنعانى؛ فرأيت فيه هذا الحديث منقولا عن "حادى الأرواح "لابن القيم (٢١٦/٢) بلفظ:

"الحقب :خمسون ألف سنة !"وقال الصنعانى مفسرا:

"و (الأحقاب) جمع، وأقله ثلاثة، يعنى :مئة ألف سنة وخمسين ألف سنة."

فتبينت منه أن الذى فى "الحادى "المطبوع ليس خطأ من الطابع؛ وإنما هو من ابن القيم نفسه، أو من نسخته التى نقل عنها من "المعجم"؛ بدليل نقل الصنعانى عنه وتفسيره إياه!هذا من جهة. ومن جهة أخرى؛ لما رأيت الإمامين ابن القيم والصنعانى سكتا عن الحديث، وكان لا بد من التعليق عليه لبيان مرتبته من الثبوت؛ فكان هذا التخريج الذى يدلك على تساهل أفاضل العلماء فى هذا المجال -فضلا عمن دونهم فضلا وعلما !-والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة،تحت رقم الحديث ٥٣٨٢)

۱؎ حدثنا محمد بن مرداس، ثنا أبو المعلى سليمان بن مسلم، قال :سألت سليمان التيمى : هل يخرج من النار أحد؟ فقال :حدثنى نافع، عن ابن عمر، عن النبى صلى الله عليه وسلم، أنه قال " :والله لا يخرج من النار أحد حتى يمكث فيها أحقابا، قال :والحقب بضع وثمانون سنة، كل سنة ثلاث مائة وستون يوما مما تعدون "(كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٣٥٠٣،باب متى يخرج من النار من دخلها)

قال البزار:

لا نعلم رواه عن التيمى عن نافع إلا سليمان بن مسلم، وهو بصرى مشهور(كشف الأستار عن زوائد البزار، تحت رقم الحديث ٣٥٠٣،باب متى يخرج من النار من دخلها)

۲؎ ابن عمر . والله لا يخرج من النار من دخلها حتى يكونوا فيها أحقابا والحقب بضع وثمانون سنة والسنة ثلثمائة وستين يوما كل يوم كألف سنة مما تعدون قال ابن عمر فلا يتكلن أحد على أن يخرج من النار(الفردوس بمأثور الخطاب،للديلمى، رقم الحديث ٧٠٢٩)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگراس حدیث کو بعض حضرات نے شدید منکر، شدید ضعیف اور بعض نے موضوع قرار دیا ہے۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾حدثنا ابن مكرم، ومحمد بن إسماعيل البصلانى، قالا :حدثنا عبيد الله، حدثنا سليمان بن مسلم الكوفى عن سليمان التيمى عن نافع، عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إن الله لا يخرج من دخل النار حتى يمكثوا فيها أحقابا والحقب بضع وثمانون سنة كل سنة ثلاثمئة وستون يوما كل يوم ألف سنة زاد ابن مكرم مما تعدون.

وقال ابن إسماعيل، حدثنى نافع وقال والله لا يخرج فذكره.

حدثنا أبو الحسن أحمد بن الحسين الصوفى، حدثنا يحيى بن حكيم، حدثنا سليمان بن مسلم الخشاب، عن أبى بكر بن نافع، عن أبيه، عن ابن عمر، أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن إخصاء الفحولة لأن لا ينقطع النسل.

وسليمان بن مسلم هذا قليل الحديث، وهو شبه المجهول ولم أر للمتقدمين فيه كلام إلا أنى أحببت أن أذكره فأبين أن أحاديثه بمقدار ما يرويه، لا يتابع عليه.

وحدثنا سليمان التيمى اللذين ذكرتهما من رواية سليمان بن مسلم هذا منكرين جدا(الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۴،ص۲۸۷، تحت ترجمة:سليمان بن مسلم الخشاب بصرى ويقال كوفى)

لے قال الهيثمى:

رواه البزار، وفيه سليمان بن مسلم الخشاب، وهو ضعيف جدا(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۱۸۶۳۲ ،باب من دخل النار متى يخرج)

وقال ابن حبان:

سليمان بن مسلم :شيخ يروى عن سليمان التيمى ما ليس من حديثه لا تحل الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار للخواص، روى عن سليمان التيمى عن نافع عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :لابثين فيها أحقابا "قال :الحقب بضع وثمانون سنة كل سنة بثلاثمائة وستين يوما كل يوم كألف سنة مما تعدون(كتاب المجروحين،للإمام الحافظ محمد بن حبان، ج ۱، ص ۳۳۲،تحت ترجمة :سليمان بن مسلم)

وقال الذهبى:

سليمان بن مسلم الخشاب.عن سليمان التيمى.

قال ابن حبان :لا تحل الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار.

وقال ابن عدى :بصرى، ويقال كوفى، ثم ساق له من طريق عبيد الله بن يوسف الجبيرى، عنه، عن سليمان التيمى، عن نافع، عن ابن عمر -مرفوعاً، قال :الطابع معلق بالعرش، فإن انتهكت الحرمة وعمل بالمعاصى، واجترء على الدين، بعث الله بالطابع، وطبع على قلوبهم فلا يعقلون بعد ذلك شيئا.

وبه -مرفوعاً :لا يخرج من النار من دخلها حتى يمكثوا فيها أحقابا، والحقب بضع وثمانون سنة، كل سنة ثلثمائة وستون يوما، واليوم ألف سنة مما تعدون.

قلت :هما موضوعان فى نقدى(ميزان الاعتدال فى نقد الرجال،للذهبى، ج ۲، ص ۲۲۳، تحت رقم الترجمة ۳۵۱۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مزید برآں یہ کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی مذکورہ روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ جو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال ابن الجوزی:

أنبأنا ابن خيرون أنبأنا إسماعيل بن أبى الفضل أنبأنا حمزة أنبأنا ابن عدى حدثنا مكرم حدثنا عبدالله بن يوسف حدثنا سليمان بن مسلم عن سليمان التيمى عن نافع عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :إن الله عزوجل لا يخرج من دخل النار حتى يمكثوا فيها أحقابا ، والحقب بضع وثمانون سنة ، كل سنة ثلاثمائة وستون يوما ، كل يوم ألف سنة مما تعدون ."

قال ابن عدى :هذا حديث منكر جدا .وسليمان شبه المجهول .وقال ابن حبان :سليمان يروى عن التيمى ما ليس من حديثه لا يجوز الاحتجاج به بحال (الموضوعات لابن الجوزى، ج٣ص٢٦٧، كتاب صفة جهنم،باب مقدار لبث الداخلين النار)

وقالنور الدين، على بن محمد بن على بن عبد الرحمن ابن عراق الكنانى:

حديث) إن الله لا يخرج من دخل النار حتى يمكثوا فيها أحقابا والحقب بضع وثمانون سنة كل سنة ثلثمائة وستون يوما كل يوم ألف سنة مما تعدون (عد) من حديث ابن عمر من طريق سليمان بن مسلم وقال منكر جدا وسليمان شبه المجهول (تعقب) بأن الحديث أخرجه البزار فى مسنده من هذا الطريق وقال الحافظان الهيثمى وابن حجر سليمان بن مسلم ضعيف جدا(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة،ج٢،ص ٣٨٦،كتاب البعث،الفصل الثانى)

وقال الالبانى:

وروى البزار(١٨٦/٤ : ٣٥٠٣)عن سليمان بن مسلم قال :سألت سليمان التيمى :هل يخرج من النار أحد؟ فقال :حدثنى نافع عن ابن عمر مرفوعا : "والله !لا يخرج من النار أحد؛ حتى يمكث فيها أحقابا ."قال: والحقب :بضع وثمانون سنة، كل سنة ثلاث مئة وستون يوما مما تعدون.

وذكره الهيثمى فى "المجمع(١٠/٣٩٥)"وقال: "وفيه سليمان بن مسلم الخشاب، وهو ضعيف جدا."

وسكت عنه ابن كثير فى "التفسير"؛ فإن سليمان هذا؛ قال ابن حبان":لا تحل الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار"؛ كما فى "الميزان "للحافظ الذهبى، وساق له حديثين -هذا أحدهما -، ثم قال":قلت :وهما موضوعان فى نقدى."

وأقره الحافظ العسقلانى فى "اللسان"، ونقل عن ابن عدى أنه قال فيهما ":هما منكران جدا."(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة،تحت رقم الحديث ٥٣٨٢)

وقال خالد بن عبد العزيز الباتلى:

أخرجه البزار، كما فى (كشف الأستار ١٨٦/٤، رقم :٣٥٠٣)قال :حدثنا محمد بن مرداس، ثنا أبو المعلى، ثنا سليمان بن مسلم، قال :سألت سليمان التيمى :هل يخرج من النار أحد؟ فقال :حدثنى نافع، عن ابن عمر، عن النبى -صلى الله عليه وسلم -أنه قال .. :فذكره.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

شخص بھی جہنم میں ایک مرتبہ داخل ہوگا، وہ چند ''احقاب'' کی مدت سے پہلے جہنم سے نہیں نکلے گا، اور یہ وعید گناہ گار مسلمانوں کو بھی شامل ہے، مگر اس مضمون کی تائید کسی معتبر سند سے مروی حدیث یا قرآنی آیت سے نہیں ہوتی، بلکہ سورہ نبأ میں جو جہنم میں ''احقاب'' تک ٹھہرے رہنے کا ذکر ہے، وہ درحقیقت کفار کے بارے میں ہے، اور معتبر آثار بھی اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہیں۔

اس حیثیت سے مذکورہ روایت کے معنیٰ مذکورہ آیت اور اس کی تفسیر کے بھی خلاف ہیں۔

اس لئے اس روایت میں جو مضمون مذکور ہے، اس پر بھی عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہوسکتا۔

کفار کے احقاب کے بقدر عذاب کے شبہ کا جواب

سورہ نبأ کی مذکورہ آیت چونکہ کفار کے بارے میں ہے، اور کفار کے بارے میں **خلود فی النار** (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنے) کا عقیدہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک راجح ہے، اس وجہ سے محققین نے فرمایا کہ سورہ نبأ کی مذکورہ آیت میں ''احقاب'' سے مراد تحدید نہیں ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ كذا وقع فی المطبوع، والصواب :ثنا أبو المعلى سليمان بن مسلم.
وأخرجه ابن حبان فی (المجروحين ١/٣٣٢)وابن عدى فی (الكامل ٣/٢٨٦)من طريق سليمان بن مسلم، به، بنحوه، وزادا فی آخره :كل يوم ألف سنة.
وعزاه فی (الدر المنثور ١٥/٢٠٢)إلى :الديلمی، وابن مردويه.
الحكم على الإسناد:
ضعيف جدا، لحال سليمان بن مسلم، وهو :الخزاعی، أبو المعلى الخشاب البصرى.
قال العقيلی :بصرى مجهول، عن سليمان التيمی، عن نافع، ولا يتابع على حديثه.
وقال ابن عدى :قليل الحديث، وهو شبه المجهول، ولم أر للمتقدمن فيه كلاما ..ومقدار ما يرويه لا يتابع عليه .وقال ابن حبان :يروى عن سليمان التيمی ما ليس من حديثه، لا تحل الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار.
ينظر :ضعفاء العقيلی ٢/١٣٩، المجروحين ١/٣٣٢، الكامل ٣/٢٨٦، اللسان٣/١٢٠ .والحديث قال عنه ابن عدى فی (الكامل ٣/٢٨٦)" منكر جدا."
وقال الذهبی فی (الميزان ٢/٢٢٣)موضوع.
وأورده الهيثمی فی (مجمع الزوائد ١٥/٣٩٥)وقال" :رواه البزار، وفيه :سليمان بن مسلم الخشاب، وهو ضعيف جدا."
وقد تفرد به سليمان بن مسلم، كما نص على ذلک البزار عقب الحديث، فقال " :لا نعلم رواه عن التيمی، عن نافع؛ إلا سليمان بن مسلم "(التفسير النبوی مقدمة تاصيلية مع دراسة حديثية لاحاديث التفسير النبوی الصريح، ج٢ص٨٢٠،رقم الحديث ٢٨١،سورة النبأ)

سلسلہ میں صحیح سند کے ساتھ کوئی تحدید منقول نہیں، اس لئے احقاب سے زمانہ کی تکثیر وتطویل مراد لی جائے گی، اور''**لابثین فیھا احقابا**'' کے معنیٰ یہ کیے جائیں گے کہ کفار جہنم میں کثیر، طویل اور لمبے زمانوں تک ٹھہرے رہیں گے، جب ایک زمانہ گزر جائے گا، تو اس کے بعد دوسرا زمانہ، پھر تیسرا زمانہ آئے گا، اسی طریقہ سے انقطاع کے بغیر ابد الآباد تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ [1]

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر''**أحقابا**'' سے محدود زمانہ مراد لیا جائے، تو سورہ نبا کی اس آیت کے بعد کا جملہ''**لایذوقون فیھا برداً ولا شراباً الا حمیماً وغساقاً**''، یہ''**احقاباً**'' سے جملہ حال واقع ہوگا، اور معنیٰ آیت کے یہ ہوں گے کہ احقاب کے بقدر طویل زمانہ تک یہ لوگ نہ ٹھنڈی ہوا کا ذائقہ چکھیں گے، نہ کسی کھانے اور پینے کی چیزوں کا سوائے''**حمیم**'' اور''**غساق**'' کے، پھر احقاب گزرنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ یہ حال بدل جائے اور دوسری اقسام کے عذاب ہونے لگیں''**حمیم**'' کھولتا ہوا گرم پانی ہے، اور''**غساق**'' وہ خون اور پیپ وغیرہ ہے، جو اہل جہنم کے زخموں سے نکلے گی۔ [2]

---

[1] قلت :هذه أقوال متعارضة، والتحديد فى الآية للخلود، يحتاج إلى توقيف يقطع العذر، وليس ذلك بثابت عن النبى صلى الله عليه وسلم .وإنما المعنى -والله أعلم -ما ذكرناه أولا، أى لابثين فيها أزمانا ودهورا، كلما مضى زمن يعقبه زمن، ودهر يعقبه دهر، هكذا أبد الآبدين من غير انقطاع(تفسير القرطبى،ج١٩ص١٧٩،تفسير سورة عم وتسمى سورة النبأ)

واختار غير واحد تفسيره بالدهر وأيا ما كان فالمعنى لابثين فيها أحقابا متتابعة كلما مضى حقب تبعه حقب آخر وإفادة التتابع فى الاستعمال بشهادة الاشتقاق فإنه من الحقيبة وهى ما يشد خلف الراكب والمتتابعات يكون أحدها خلف الآخر فليس فى الآية ما يدل على خروج الكفرة من النار وعدم خلودهم فيها لمكان فهم التتابع فى الاستعمال، وصيغة القلة لا تنافى عدم التناهى إذ لا فرق بين تتابع الأحقاب الكثيرة إلى ما لا يتناهى، وتتابع الأحقاب القليلة كذلك(روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم ،للألوسى،ج١٥،ص٢١٤و٢١٥،سورة النبأ)

[2] لابثين فيها وقرأ حمزة وروح لبثين وهو أبلغ .أحقابا دهورا متتابعة، وليس فيها ما يدل على خروجهم منها إذ لو صح أن الحقب ثمانون سنة أو سبعون ألف سنة، فليس فيه ما يقتضى تناهى تلك الأحقاب لجواز أن يكون المراد أحقابا مترادفة كلما مضى حقب تبعه آخر، وإن كان فمن قبيل المفهوم فلا يعارض المنطوق الدال على خلود الكفار.

ولو جعل قوله :لا يذوقون فيها بردا ولا شرابا إلا حميما وغساقا جزاء وفاقا .لا يذوقون فيها بردا ولا شرابا إلا حميما وغساقا حالا من المستكن فى لابثين أو نصب أحقابا ب لا يذوقون احتمل أن يلبثوا فيها أحقابا غير ذائقين إلا حميما وغساقا، ثم يبدلون جنسا آخر من العذاب(أنوار التنزيل وأسرار التأويل،للبيضاوى،ج٥،ص٢٨٠،سورة النبا)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ ”حقب“ یا ”احقاب“ کی مقدار سے متعلق مختلف قسم کی روایات مروی ہیں، جن میں سے بعض معتبر اور بعض غیر معتبر ہیں۔

پھر ان روایات میں مذکور مقدار کے تحدید یا تکثیر پر محمول ہونے سے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں۔

اور ”حقب“ یا ”احقاب“ کی مذکورہ تفسیر وتشریح پر مشتمل بیشتر روایات کا تعلق سورہ نبا کی آیت ”لابثین فیھا احقابا“ سے ہے اور یہ آیت درحقیقت کفار کے بارے میں ہے، مومن پر اس وعید کو منطبق کرنا درست نہیں، نہ ہی مومن کے متعلق مروی روایت معتبر ہے۔

اسی طرح یہ سمجھنا بھی درست نہیں کہ ”حقب“ یا ”احقاب“ کی یہ تفسیر وتشریح نماز کو قضاء کرنے سے متعلق ہے، چہ جائیکہ اس مومن صالح پر اس وعید کو منطبق کیا جائے، جو نماز کی پابندی کرتا ہو، پھر اتفاق سے اس کی نماز قضاء ہو جائے، اور وہ بعد میں اس کو اداء بھی کرلے۔

کیونکہ اس طرح کی حدیث کا باسند طریقہ پر سرے سے ثبوت ہی نہیں پایا جاتا، جیسا کہ ماسبق کی تفصیل سے معلوم ہوا۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإن جعل قوله تعالى لا يذوقون فيها بردا ولا شرابا إلا حميما وغساقا حالا من المستكن فى لابثين فيكون قيدا للبث فيحتمل أن يلبثوا فيها أحقابا غير ذائقين إلا حميما وغساقا، ثم يكون لهم بعد الأحقاب لبث على حال آخر من العذاب .وكذا إن جعل أحقابا منصوبا ب لا يذوقون قيدا له إلا أن فيه بعدا ومثله لو جعل لا يذوقون فيها إلخ صفة ل أحقابا وضمير فيها لها لا لجهنم لكنه أبعد من سابقه(روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم ،للألوسى،ج١٥ ،ص٢١٥ ،سورة النبا)

حققه شيخ مشايخنا السيوطى فى رسالته الكشف فى مجاوزة هذه الأمة من الألف، وخلاصته، أنه أراد الحقب ثمانون سنة، وكل سنة اثنتى عشر شهرا، وكل شهر ثلاثون يوما، وكل يوم ألف سنة.

وروى ذلک عن على رضى الله تعالى عنه، كما فى تفسير البغوى، لكن لا يخفى أنه لا يندفع به الاشكال الوارد بحسب الظاهر المتبادر فى قوله سبحانه (إن جهنم كانت مرصادا ...للطاغين مآبا .لابثين فيها أحقابا) فإن قد يتوهم منه انقطاع العذاب بعد لبث الأحقاب.

فالأظهر فى الجواب، أن العدد لا مفهوم له، أو هو ليس ظرفا لما قبله من قوله لابثين، بل لما بعده من قوله (لا يذوقون فيها بردا ولا شرابا ...إلا حميما وغساقا) فيفيد أنهم بعدها يذوقون أشياء أخر، من ضريع وزقوم، وصديد ونحوها، والمراد، التكثير لا التحديد، فقد قال الحسن :إن الله تعالى لم يجعل لأهل النار مدة، بل قال :(لابثين فيها أحقابا) فوالله ما هو إلا أنه مضى حقب دخل إلى الأبد، فليس للأحقاب عدة إلا الخلود(شرح مسند أبى حنيفة،للمنلا على القارى،ج١ ،ص٥٥٩ ،ذكر إسناده عن القاسم بن عبد الرحمن)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سونے اور جاگنے کے آداب (قسط2)

سونے کے طریقہ (Style) سے متعلق آداب

(14)...... مناسب بستر پر اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر سونا چاہئے، جو کہ صحت وتن درستی کے لئے بھی مفید ہے۔

چارپائی، تخت یا بیڈ وغیرہ پر سونا سنت کے خلاف نہیں ہے، البتہ زیادہ تکلفات میں پڑنا بھی مناسب نہیں، اور بہت زیادہ نرم اور موٹے گدوں پر سونا کہ جسم ان میں پیوست ہوجائے، یہ صحت کے لئے مضر بھی ہے۔

اس کے علاوہ کسی سخت چیز (مثلاً نرم بستر کے بغیر) فرش یا تخت وغیرہ پر سونا عام حالات میں نقصان دہ ہے، اس سے فالج وغیرہ کی بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ زمین یا فرش وتخت وغیرہ کی سختی سے جسم کے اعصاب رگڑ کھاتے ہیں، اور زمین کی ٹھنڈک اعصاب تک پہنچتی ہے، زمین کی نمی جسم کو پہنچنے سے جوڑوں کے درد کی بیماری، بخار، اور بدہضمی وغیرہ کی شکایت پیدا ہوسکتی ہے۔

(15)...... عام حالات میں سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔

اور بائیں کروٹ پر لیٹ کر سونا اگرچہ سنت نہ ہو، لیکن ناجائز وگناہ نہیں ہے، کیونکہ بعض احادیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

اور دائیں کروٹ پر لیٹنے کا سنت ہونا، سونے کی ابتداء کرنے کے وقت ہے، پورے وقت اس کروٹ پر سوتے رہنا ضروری نہیں، کیونکہ جب آدمی سوجاتا ہے، تو اس کے بعد اس کو ہوش نہیں رہتا، اور وہ اس سنت کی پابندی کا مکلّف نہیں رہتا، لہٰذا بعد میں اگر سوتے ہوئے بائیں کروٹ پر ہوجائے تو سنت کی برکت سے محرومی نہیں ہوتی، اسی طرح اگر دائیں کروٹ پر لیٹنے کے بعد نیند آنے سے پہلے بائیں کروٹ پر لیٹنے کا تقاضا اور اس کروٹ پر زیادہ راحت محسوس ہو تو بائیں کروٹ پر سونے میں بھی حرج نہیں۔

(16)...... چت لیٹ کر سونا بھی جائز ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں۔

البتہ بعض اطباء نے عام حالات میں چت لیٹنے کے مستقل معمول اور عادت بنالینے کو مختلف بیماریاں پیدا

ہونے کا سبب قرار دیا ہے، مثلاً سکتہ، فالج وغیرہ، ان حضرات کا کہنا ہے کہ اکثر چت لیٹے رہنے سے جسم میں موجود فضلات دماغ سے پیچھے کی طرف چلے جاتے ہیں، اور اپنے فطری راستوں کی طرف چلنے اور بہنے سے رک جاتے ہیں۔

لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ اس قسم کا خدشہ اسی وقت پیش آ سکتا ہے، جبکہ کوئی چت لیٹنے کی عادت اور مستقل معمول بنالے، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات میں چت لیٹنا بھی ثابت ہے، اور کئی طب کے ماہرین یا میڈیکل سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق ہمیشہ کسی ایک حالت کے بجائے ادل بدل کر اور مختلف حالتوں یا پوزیشنوں پر لیٹنا اور سونا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

(17)...... عام حالات میں دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونا بہتر ہے، لیکن اگر سونے یا لیٹنے والے کا رُخ یا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو، بلکہ اس کی طرف پُشت یا دایاں یا بایاں پہلو ہو، تو بھی کوئی حرج اور گناہ کی بات نہیں۔

(18)...... لیٹتے یا سوتے وقت کعبہ کی طرف پاؤں کا رُخ کرنا بہتر نہیں، جبکہ بلا عذر اور قصداً وعمداً ایسا کیا جائے، اور کوئی عذر ہو، مثلاً مریض کے بستر وغیرہ کا رخ ہی اس طرف ہو، تو کعبہ کی طرف پاؤں ہونے میں حرج نہیں۔

اور بیت المقدس، روضۂ اطہر یا کسی خاص ستارہ کی طرف پیر کرنے یا پیر کر کے سونے میں کوئی حرج نہیں۔

آج کل بعض لوگ جوتوں کو بھی قبلہ رخ کر کے رکھنے کو سنت یا ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ اس کا شرعاً کوئی ثبوت اور کوئی حقیقت نہیں۔

(19)...... پیٹ کے بل یا اوندھا سونا اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے، اس لئے عام حالات میں اُلٹا لیٹنے اور سونے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ الٹا یا اوندھا لیٹنے میں ایک تو جسم کا نظام اُلٹا ہو جاتا ہے، جو عام حالات میں صحت کے لئے نفع بخش نہیں، بعض حالات میں طبی لحاظ سے آنکھوں کے لئے مضر قرار دیا گیا ہے، دوسرے پشت اور سرین اوپر آسمان کی طرف کر کے سونا آداب وحیاء کے خلاف ہے، تیسرے اس طرح لیٹنے میں بے جا شہوت میں اُبھار پیدا ہوتا ہے، جو کئی مفاسد اور فتنوں کا سبب ہے۔

اس لئے بلا ضرورت الٹا یا اوندھا لیٹنے اور سونے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

البتہ اگر کسی ضرورت سے اس طرح الٹا یا اوندھا لیٹنا پڑ جائے تو الگ بات ہے، اس صورت میں بھی اپنے

سرین پر کپڑا وغیرہ ڈھانک لینا چاہئے۔

(20)......اس طرح لیٹنا کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جائے، جائز ہے، بشرطیکہ ستر نہ کھلے، اور بے پردگی لازم نہ آئے۔

(21)......اگر ہاتھوں میں کوئی میٹھی چیز یا چکنائی وغیرہ لگی ہوئی ہو، تو ہاتھوں کو سونے سے پہلے دھو لینا چاہئے اور اسی طرح رات کو سونے سے پہلے دانت اور منہ صاف کر کے سونا چاہئے۔

کھانا یا کوئی بھی چیز کھاتے پیتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں گندی ہو سکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی حال میں سو جانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پر آ کر نقصان پہنچانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اسی طرح منہ اور دانتوں میں دن بھر کھاتے پیتے رہنے کی وجہ سے مختلف چیزوں کے ذرات اور اثرات موجود ہوتے ہیں، جن کے باقی رہنے کی وجہ سے منہ اور دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے، منہ میں خراش یا زخم ہو، تو اس میں اس کے اثرات داخل ہونے سے ضرر لاحق ہوتا ہے، اور سوتے ہوئے سانس کے ساتھ گندی چیزوں کے اثرات بھی اندر منتقل ہو کر بیماری وغیرہ کا سبب بنتے ہیں، اور سونے سے پہلے منہ اور دانتوں کو دھونے کے ساتھ ساتھ مسواک کرنے سے منہ اور دانت اس قسم کی چیزوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

(22)......اگرچہ بے وضو بلکہ جنابت ونجاست کی حالت میں سونے میں بھی گناہ نہیں، لیکن باوضو اور پاک جسم، پاک لباس وبستر کے ساتھ سونا بہتر اور زیادہ ثواب کی بات ہے۔

(23)......اگر کسی کو جنابت یعنی غسل واجب ہونے کی حالت پیش آ جائے، تو اُس کو اگرچہ جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے، جیسا کہ ذکر ہوا، مگر افضل یہ ہے کہ اگر وہ غسل نہ کر سکے، تو کم از کم شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لے، اور پھر سوئے۔

اس کے نتیجہ میں کئی قسم کی بیماریوں اور جراثیم سے بھی حفاظت ہو جاتی ہے، خاص طور پر اگر شرمگاہ پر منی وغیرہ لگی ہو، تو اس کو دھو لینا مناسب اور جراثیم سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اور زوجین نے باہم مباشرت کی ہو، تو سونے سے پہلے وضو کر لینا مناسب ہے، اگرچہ ضروری نہیں۔

(24)......سونے سے پہلے آنکھوں میں سُرمہ لگانا سنت ہے، بطور خاص ''اثمد'' نام کا سرمہ لگانا سنت

Idara Ghufran

ہونے کے ساتھ ساتھ بہت مفید بھی ہے۔

انسان دن بھر جاگنے کی حالت میں اپنی آنکھوں کو استعمال کرتا رہتا ہے، جن میں فضاء کی آلودگی اور گردوغبار داخل ہوتا رہتا ہے، اور اس سے بینائی اور آنکھیں متأثر ہوتی رہتی ہیں، سونے سے پہلے سُرمہ اور بطورِ خاص اثمد سُرمہ لگانے سے ان مُضر اثرات سے حفاظت ہوجاتی ہے، اور پلکوں کے بال بھی اُگتے ہیں، اور پلکوں کے بال جتنے اچھے اور گھنے ہوتے ہیں، اتنا ہی زیادہ وہ آنکھوں میں گردوغبار وغیرہ پہنچنے میں رُکاوٹ اور آنکھوں کی عمدہ طریقہ سے حفاظت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

اگر سلائی صاف نہ ہو، یا اس کو دوسرے نے استعمال کیا ہو، تو آنکھوں میں سرمہ لگانے سے پہلے اس کو دھویا صاف کرلینا بہتر ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ہر شخص اپنی سرمہ دانی کا الگ انتظام رکھے۔

(25)...... نیند کی حالت میں منہ کا اندرونی حصہ کھلا رکھنا اچھا نہیں، اس سے کوئی مضر چیز منہ میں داخل ہو سکتی ہے، اس لئے منہ بند کر کے سونے کی عادت ڈالنی اور بچوں کو ڈلوانی چاہئے۔

(26)...... کپڑے سے منہ پوری طرح ڈھک کر سونے کی عادت نہیں ڈالنی چاہئے، اس طرح منہ ڈھانک کر سونے سے سانس سے نکلی ہوئی خراب زہریلی ہوا بندرہ کر دوبارہ سانس کے ذریعہ پھیپھڑوں کے اندر پہنچ کر بیماری کا سبب بنتی ہے۔

(27)...... رات کو سوتے وقت اگر پیشاب یا قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے، تو اُٹھ کر قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور بہتر یہ ہے کہ فراغت کے بعد وضو کرلیا جائے، یا کم ازکم ہاتھ اور ہوسکے، تو چہرے کو بھی دھولیا جائے، ورنہ ہاتھ دھولیے جائیں، اگرچہ اس کے بغیر سونے میں بھی گناہ نہیں (جاری ہے)

بسلسلہ: علاجِ نبوی

نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی

قرآن وسنت اور محدثین وفقہائے کرام کی ہدایات وتعلیمات کی روشنی میں

نظر لگنے کا سبب اور اس کی حقیقت، نظر لگنے کا اثر ونقصان، نظر لگنے سے پیشگی حفاظت کے مسنون اعمال اور نظر لگنے کے بعد اس کے اثرات ونقصانات سے حفاظت کا علاجِ نبوی اور جان ومال وغیرہ کی حفاظت کی مسنون دعائیں

مصنّف: مفتی محمد رضوان

عبرت کدہ | حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط16 | مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

عہدہ ومنصب کے لیے دو بنیادی شرائط

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ دن وہاں رہ چکے اور شیخ مدین اور ان کے گھر والے ان کے چال چلن سے بہت حد تک واقف ہوگئے، تو ایک دن دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے اپنے والد سے مشورہ کیا کہ وہ موسیٰ کو تنخواہ پر بکریاں چرانے اور گھر کے دوسرے کام کاج کے لیے ملازم رکھ لیں، اس لیے کہ بہتر ملازم وہ ہوتا ہے جو طاقت ور اور امانت دار ہوتا ہے اور کنویں پر پانی پلانے سے اب تک اس کا جو کردار ہمارے سامنے آیا ہے وہ یہی بتاتا ہے کہ یہ آدمی طاقت ور ہے اور امانت دار ہے کہ اب تک اس نے ہماری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا ہے۔

جہاں تک ان کی جسمانی قوت اور طاقت کا تعلق ہے، تو اس کا اندازہ انسان کو ان کو دیکھنے سے خود ہی کرسکتا ہے، نیز انہوں نے ان دونوں لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلانے کے سلسلے میں تن تنہا وہ کام کیا، جو کئی لوگ مل کر کرتے تھے، تو اس سے بھی ان کی جسمانی قوت کا اندازہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔

اور جہاں تک ان کی دیانت وامانت کا تعلق ہے، اس کا اندازہ اگرچہ تجربہ ہی سے ہوسکتا ہے، جو عام حالات میں بہت دیر سے ہوتا ہے، جب کسی سے واسطہ پڑتا ہے، لیکن بعض حالات میں اس کا اندازہ پہلی نظر ہی سے ہوجاتا ہے، آدمی کی پیشانی، اس کی نگاہیں، اور اس کا چہرہ مہرہ خود بتادیتا ہے کہ یہ کس کردار کا شخص ہے؟ چنانچہ ان صاحبزادی صاحبہ نے حضرت موسیٰ کی مروت و بے نیازی اور پاکیزہ نگاہی کا تجربہ خود کرلیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین لوگوں کی سی زیرکی، معاملہ فہی، دانائی اور دور بینی کسی اور میں نہیں پائی گئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دانائی کہ جب انہوں نے اپنے بعد خلافت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا، حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدنے والے عزیزِ مصر جنہوں نے بیک نظر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہچان لیا اور جا کر اپنی بیوی سے فرمایا کہ انہیں اچھی طرح رکھو، اور اس

بزرگ کی صاحبزادی کی جنہوں نے حضرت موسیٰ کی نسبت اپنے والد سے سفارش کی کہ انہیں اپنے ہاں کام پر رکھ لیجئے۔ [1]

مزید برآں حضرت موسیٰ نے اپنی جو سرگزشت شیخِ مدین کو سنائی اس سے بھی یہ حقیقت واضح ہوگئی تھی کہ یہ کس عزم و ہمت اور کیسی سیرت و کردار کے مالک ہیں، اس سے انسان کی سیرت اور اس کے کردار کی پاکیزگی کی عظمت شان اور اس کی تاثیر بھی واضح ہوجاتی ہے کہ وہ کس طرح انسان کو دوسروں کے دلوں میں بٹھا دیتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَتْ اِحْدٰهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ(سورة القصص، رقم الآية ٢٦)

یعنی "ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے کہا: ابا جان! آپ ان کو اجرت پر کوئی کام دے

---

[1] أخبرني عبد الله بن الحسين القاضي، بمرو، ثنا الحارث بن أبي أسامة، ثنا أبو النضر هاشم بن القاسم، ثنا زهير، عن أبي إسحاق، عن أبي عبيدة قال: قال عبد الله رضي الله عنه: " إن أفرس الناس ثلاثة: العزيز حين تفرس في يوسف، فقال لامرأته: أكرمي مثواه، والمرأة التي رأت موسى عليه السلام، فقالت لأبيها: يا أبت استأجره، وأبو بكر حين استخلف عمر رضي الله عنهما "(مستدرک حاکم، رقم الحديث ٣٥٠٩)

قال الحاكم: فرضي الله عن ابن مسعود، لقد أحسن في الجمع بينهم بهذا الإسناد صحيح .

وقال الذهبي في التلخيص:صحيح.

حدثنا أبو خليفة، ثنا محمد بن كثير، ثنا سفيان، عن أبي إسحاق، عن أبي الأحوص، عن عبد الله، قال: " أفرس الناس ثلاثة: صاحبة موسى التي قالت: } يا أبت استأجره إن خير من استأجرت القوي الأمين، قال: وما رأيت من قوته؟ قالت: جاء إلى البئر وعليه صخرة لا يقلها كذا، وكذا فرفعها، قال: ما رأيت من أمانته؟ قالت: كنت أمشي أمامه فجعلني خلفه، وصاحب يوسف حيث قال:} أكرمي مثواه عسى أن ينفعنا أو نتخذه ولدا، وأبو بكر حين استخلف عمر " حدثنا محمد بن علي الصائغ المكي، ثنا سعيد بن منصور، ثنا الأحوص، عن أبي إسحاق، ثنا ناس، من أصحاب عبد الله قالوا: قال عبد الله: من أفرس ثلاثة، فذكر نحوه(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٨٨٢٩،٨٨٣٠)

قال الهيثمي:وفي رواية: من أفرس الناس ثلاثة .رواه الطبراني بإسنادين، ورجال أحدهما رجال الصحيح إن كان محمد بن كثير هو العبدي، وإن كان هو الثقفي، فقد وثق على ضعف كثير فيه(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٩٤٢)

Idara Ghufran

دیجیے، آپ کسی سے اجرت پر کام لیں تو اس کے لیے بہترین شخص وہ ہے جو طاقتور بھی ہو، امانت دار بھی‘‘

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ’’حدیثِ فتون‘‘ میں بھی شیخِ مدین کی اس صاحبزادی کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس قول کو ذکر کیا گیا ہے۔ [1]

اس آیت میں اس خاتون کا یہ جملہ کہ آپ کسی سے اجرت پر کام لیں تو اس کے لئے بہترین شخص وہ ہے جو طاقتور بھی ہو، امانت دار بھی، ان کی کمال عقل مندی کا ثبوت ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ جملہ نقل فرما کر ملازمت کے فیصلے کے لئے بہترین معیار عطا فرما دیا ہے کہ ایک اچھے ملازم میں یہی دو بنیادی خصوصیات ہونی چاہئیں، ایک یہ کہ جو فرائض اس کے سپرد کئے گئے ہیں وہ ان کو بجالانے کی جسمانی اور ذہنی طاقت رکھتا ہو اور دوسرے یہ کہ امانت دار ہو۔

اس واقعہ سے حاصل ہونے والا سبق

اس جملہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعریف تو ہے ہی کہ یہ شخص قوت والا ہے اور امانتدار ہے، ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ اپنے کام کے لیے ایسے شخص کو ملازم رکھا جائے، جو اس کام کو کرسکتا ہو جس کے لیے ملازم رکھا جارہا ہے اور ہر عمل کی قوت علیٰحدہ ہوتی ہے، کسی کو پڑھانے کی قوت وصلاحیت ہوتی ہے، جس کسی کو محاسب وخزانچی رکھا جائے، اس کو حساب دان ہونا چاہیے، جس کسی سے عمارت بنوائے، وہ اس کا اہل ہونا چاہیے، خواہ معمار ہو خواہ سیمنٹ بنانے والا ہو، خواہ اینٹیں اٹھا کر دینے والا ہو، لفظ قوی، جسمانی، قلبی، دماغی سب قوتوں کو شامل ہے۔

---

[1] قال :(قالت إحداهما يا أبت استأجره إن خير من استأجرت القوى الأمين)فاحتملته الغيرة على أن قال :وما يدريک ما قوته وا أمانته؟ قالت :أما قوته، فما رأيت منه فى الدلو حين سقى لنا، لم أر رجلا أقوى فى ذلک السقى منه، وأما أمانته، فإنه نظر إلى حين أقبلت إليه وشخصت له، فلما علم أنى امرأة صوب رأسه ولم يرفعه ولم ينظر إلى حتى بلغته رسالتک، ثم قال :امشى خلفى، وانعتى لى الطريق فلم يفعل هذا الأمر إلا وهو أمين، فسرى عن أبيها فصدقها وظن به الذى قالت(مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ٢٦١٨)

قال الهيثمى:رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير أصبغ بن زيد والقاسم بن أبى أيوب وهما ثقتان(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١١٦٦)

وقال حسين سليم اسد الدارانى:رجاله ثقات(حاشية مسند ابى يعلىٰ)

ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ جسے کسی کام پر رکھا جائے وہ امانت دار بھی ہونا چاہیے، اس میں ہر قسم کی امانت داخل ہے، مال میں بھی خیانت نہ کرے، وقت بھی پورا دے اور جس کے یہاں کام پر لگے اس کے اہل وعیال کے بارے میں بھی برے کردار سے پاک اور صاف رہے۔

آج کل لوگوں میں خیانت بہت ہے جب کوئی شخص مزدوروں کو کام پر لگاتا ہے، تو جب تک سامنے رہتا ہے، اچھی طرح لگ کر کام کرتے ہیں اور جہاں وہ نظروں سے اوجھل ہوا ڈنڈی مارنے لگے، عموماً دفتروں میں کام کرنے والے اور اسکولوں میں پڑھانے والے تنخواہ پوری لے لیتے ہیں اور کام آدھا تہائی کرتے ہیں، آپس میں مل کر نمبروار ایک شخص پورے مہینہ غیر حاضری کرتا ہے اور رجسٹر حاضری میں برابر لکھی جاتی ہے، یہ سب خیانت میں داخل ہیں۔

جن لوگوں کو حکومت کے محکموں میں یا دوسرے اداروں میں ملازم رکھنے کا اختیار دیا گیا ہو ان لوگوں پر بھی لازم ہے کہ جسے ملازم رکھیں اس کی صلاحیت بھی دیکھیں اور امانت دار ہونے کا بھی پتہ چلائیں محض ڈگریاں دیکھنے پر اکتفا نہ کریں اور نہ رشوت لے کر کسی کو ملازم رکھیں اور نہ قرابت داری کو ملازم رکھنے کی وجہ ترجیح بنائیں۔ (جاری ہے............)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط8)

ہاتھ پاؤں میں زیادہ پسینہ آنا (Sweating)

بعض افراد کے ہاتھ یا پاؤں میں بہت زیادہ پسینہ آتا ہے، جس کی وجہ سے الجھن ہوتی ہے اور کام کاج میں مشکل پیش آتی ہے، اور ہاتھوں کا پسینہ میل کچیل کے ساتھ دوسری چیزوں پر منتقل ہوتا ہے، اور دوسری چیزوں کا میل کچیل بھی گیلے ہاتھوں پر منتقل ہوتا ہے۔

اس بیماری کے علاج کے لئے بیری کے پتے پیس کر ہاتھ پاؤں میں لگانا مفید ہے۔

اس کے علاوہ کیکر کے درخت کی پتیاں خشک باریک پیس چھان کر ہاتھ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلووں میں مَلنا بھی مفید ہے۔

نیز بینگن کا پانی نکال کر ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں پر لگانے سے بھی اس بیماری کو افاقہ ہوتا ہے۔

اور اگر پھٹکری پانی میں گھول کر اس سے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کو چند مرتبہ دھویا جائے، تو بھی اس مرض میں فائدہ ہوتا ہے۔

بواسیر (Piles)

بعض اوقات مقعد یعنی پاخانہ والے مقام میں خارش درد اور سوزش وجلن ہوتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات مقعد کے اندر یا باہر مسے پیدا ہو جاتے ہیں، جس کو بواسیر کہا جاتا ہے، جب اس مرض میں شدت ہوتی ہے، تو ان علامات میں اضافہ ہو جاتا ہے، عموماً قبض کی شکایت ہوتی ہے، بواسیر خونی میں ان مسوں سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے، بعض مرتبہ خون ویسے ہی خارج ہوتا ہے، اور بعض مرتبہ پاخانہ کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

بواسیر کے اسباب میں جگر کے امراض، مسلسل قبض اور غذائی بے اعتدالیوں کو شمار کیا جاتا ہے، سرخ مرچ اور گرم مصالحہ کا کثرت سے استعمال، تیزابیت اور ریاح کا ہونا، بڑے گوشت اور انڈے وغیرہ کا زیادہ استعمال، بادی اور ثقیل اشیاء کا بکثرت استعمال بھی اس مرض کے پیدا ہونے کے اسباب ہیں، موروثی

اثرات کو بھی اس کے سبب میں شمار کیا جاتا ہے۔

اگر بواسیر خونی ہو، تو پہلے خون کو بند کرنا چاہئے، تاہم یہ خیال رہے کہ مسوں سے نکلنے والا خون اگر سیاہ اور گاڑھا ہو، اوراس کے نکلنے کی وجہ سے کمزوری واقع نہ ہو، تو اس کو بند کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بواسیر کے مرض میں گرم اشیاء، گرم مصالحہ، سرخ مرچ، گوشت، انڈہ، ثقیل، بادی اورترش اشیاء سے مکمل پرہیز کرنا چاہئے، اور قبض نہیں ہونے دینی چاہئے۔

انجیر کا استعمال، بواسیر اوراسی کے ساتھ جوڑوں کے درد کے لئے انتہائی مفید ہے۔

ہارسنگھار کے بیجوں کو چھیل کر ان کی گری دو تولے لیں، اور تین ماشہ سیاہ مرچ کے ساتھ پیس کر پانی میں گوندھ کر مونگ کی دال کے دانہ کے برابر گولیاں بنائیں، دو تین ماشے گولیاں روزانہ صبح کو پانی سے کھانا خونی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

کنگھی بوٹی کے پتے اکیس عدد لے کر اکیس کالی مرچوں کے ساتھ پیس کر سات گولیاں بنائیں، ایک ایک گولی صبح وشام پانی سے کھائیں، یہ خونی وبادی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

نیم کی گٹھلی کا مغز نکال کر اس کے ہم وزن سونف لے کر باریک پیسیں اور دونوں کے برابر کھانڈ یا سرخ شکر یا مصری ملا کر تین تین ماشے صبح وشام پانی سے پھانکیں، یہ نسخہ مقعد کی خارش اور بادی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

کالی زیری پانچ تولے لے کر آدھی کو بھون لیں، اور آدھی کو ویسے ہی رہنے دیں، پھر دونوں کو ملا کر روزانہ تین ماشے پانی کے ساتھ پھانکیں، یہ نسخہ خونی وبادی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

ککرونده بوٹی کو پیس کر ٹکیہ بنا کر بواسیر کے مسوں پر ہلکا گرم باندھنے سے ان کی جلن دور ہوجاتی ہے، اور سوجن اتر جاتی ہے۔

نیم یا ڈریگ کے پتوں کو پانی میں جوش دے کر اس پانی میں کپڑے کی گدی بھگو بھگو کر مسوں کو سینکنے اوران ہی کے پتوں کی ٹکیہ باندھنے سے مسوں کی سوجن دور ہوجاتی ہے، اور خارش، درد اور جلن ہو، تو وہ بھی کم ہوجاتی ہے۔

اگر پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے خون آتا ہو، تو اس سے نجات کے لئے ایک تولہ آملہ پانی میں پیس چھان کر مصری یا شکر میں ملا کر پلانے کی حیرت انگیز تاثیر ہے۔

یرقان(Hepatitis)

بعض اوقات زرد بخار یا جگر کی بیماریوں یا گرم اور کثرت سے تیز اشیاء کے استعمال سے اور بعض اوقات جگر یا تلی کے امراض سے یرقان ہوتا ہے، اس طرح کے یرقان کو''پیلیا''اور''صفراوی یرقان'' بھی کہا جاتا ہے۔

صفراوی یرقان کے مرض میں آنکھ کے سفید پردے، نیز جلد پر زردی یا سیاہی چھا جاتی ہے، بعض اوقات مرض کی شدت کے باعث آنسوؤں اور پسینہ کی رنگت بھی زرد ہوجاتی ہے، ہاضمہ خراب، منہ کا ذائقہ کڑوا، بھوک ختم ہوجاتی ہے، پیٹ پھولا ہوا اور قبض کی شکایت ہوجاتی ہے، پاخانہ کی رنگت سفید ہوجاتی ہے، پیشاب گہرے زرد رنگ کا آتا ہے، جلد میں خارش اور بعض اوقات پھوڑے پھنسیاں بھی نکل آتی ہیں۔

صفراوی یرقان کے مرض میں آلو، گوبھی، بینگن، چنے کی دال، ماش کی دال، مسور کی دال، انڈا، مچھلی، کباب، گائے کا گوشت، تیل، ترشی اور مرغن غذاؤں سے مکمل پرہیز کرنا چاہئے، تیز اور محرک چیزیں مثلاً شراب، تمباکونوشی، قہوہ، چائے اور گرم مصالحہ بھی استعمال نہیں کرنا چاہئے، لہسن، پیاز، سرخ مرچ اور چکنائیاں بھی یرقان کے مرض میں مضر ہیں، مریض کو ہلکی اور جلد ہضم ہونے والی غذا استعمال کرنی چاہئے، مثلاً چپاتی، سبزیوں میں کدو، ٹینڈے، شلجم، خرفہ وغیرہ، بکری کے گوشت کا شوربا، کالے چنے کا شوربا، اور مونگ کی دال کا استعمال بھی صفراوی یرقان میں مفید ہے۔

مولی کے پتوں کا 125 ملی لیٹر پانی دن میں دو مرتبہ پلانا صفراوی یرقان کے لئے مفید ہے، اگر مولی کے پتوں کو کُوٹ کر ان کا پانی نچوڑیں اور اس کو آگ پر رکھیں، جب اس میں جوش آجائے تو اتار کر لال شکر ملا کر پئیں تو زیادہ مفید ہے۔

اس کے علاوہ مولی کے پتوں کو پکا کر کھانا بھی صفراوی یرقان میں مفید ہے۔

تخم کاسنی 12 گرام رات کو بھگو دیں، صبح چھان کر اس کا پانی پلائیں، یہ بھی صفراوی یرقان میں مفید ہے۔

املی 6 گرام، آلو بخارا 6 گرام، رات کو بقدرِ ضرورت پانی میں بھگو دیں اور صبح دوپہر شام پلائیں، یہ بھی صفراوی یرقان کا مفید علاج ہے۔

مہندی کی پتیاں دو تولہ رات کو پانی میں بھگو کر رکھیں اور صبح کو چھان کر پلائیں، یہ بھی صفراوی یرقان میں بہت مفید ہے۔

فالسہ اور اس کے شربت کا استعمال''صفراوی یرقان'' میں بے حد مفید ہے، اور شربتِ بزوری اور شربتِ

دِینار بھی مفید ہے۔

یرقان کی ایک قسم ''یرقانِ اسود'' یعنی کالا یرقان کہلاتی ہے، اس کے علاوہ موجودہ دور میں یرقان کی اور بھی اقسام مشہور ہوگئی ہیں۔

افتین کی لکڑی ایک پاؤ کی مقدار میں لے کر ڈیڑھ کلو پانی میں جوش دیں، اور آدھا کلو چینی شامل کریں، جب آگ پر پکتے ہوئے ڈیڑھ کلو میں سے آدھا کلو پانی خشک ہوجائے، تو اس پانی کو چھان کر صاف بوتل میں محفوظ رکھیں۔

اور روزانہ ایک کپ کا چوتھائی حصہ صبح اور اتنا ہی دوپہر اور اتنا ہی شام کو استعمال کریں۔

یہ نسخہ ہر قسم کے یرقان کے لئے مفید ہے۔

اس کے علاوہ کیکر کے پھول لے کر اس کے برابر مصری شامل کریں، اور سفوف بنالیں، اور روزانہ ایک تولہ صبح تازہ پانی کے ساتھ یہ سفوف استعمال کریں، یہ بھی مختلف قسم کے یرقان کے لئے مفید نسخہ ہے۔

سرطان (Cancer)

سرطان یا کینسر ایک خطرناک اور مہلک مرض ہے، جس میں بے جا خلیات (Cells) کی نشو ونما ہوتی ہے، سرطان یا کینسر نئے بننے والے خلیات (Cells) کے خلقی مادے (Genetic Material) میں بے قاعدہ تبدیلی کی وجہ سے وجود پذیر ہوتا ہے۔

سرطان یا کینسر کی مختلف اقسام ہیں، سرطان یا کینسر کا سبب ناقص غذائیں اور غذاؤں میں مختلف قسم کی بے احتیاطی ہے، تمباکو نوشی، سگریٹ، بیڑی، حقہ، پان، نسوار، زہریلا دھواں، غیر صاف اور غیر معیاری خاص کر بازاری کھانے وغیرہ اس کے بطورِ خاص اسباب ہیں، سرطان یا کینسر جسم کے مختلف حصوں میں ہوسکتا ہے، سرطان یا کینسر سے حفاظت اور بچاؤ کے لئے غذاؤں میں احتیاط واعتدال اور صفائی اور مرغن غذاؤں کی زیادتی سے پرہیز اور ورزش کا اہتمام اور ہر طرح کی تمباکو نوشی سے اجتناب بہت اہم ہے۔

سرطان یا کینسر کے بے شمار مریض متوازن خوراک اور متحرک زندگی یعنی ورزش کو معمول بنانے سے صحت یاب ہوسکتے ہیں۔

روزمرہ کی غذاؤں میں چربی کا استعمال کم کیا جائے، اور ریشہ دار غذاؤں مثلاً پھل اور سبزیوں کا اضافہ کیا جائے، جو سبزیاں کچی کھائی جاسکتی ہوں، ان کو کچی کھانے کی کوشش کی جائے، مثلاً گاجر، گوبھی، کھیرا اور

مولی وغیرہ۔ پھل اور سبزیاں کھانے سے کینسر کے خطرات کو کافی حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔

گاجر کا جوس روزانہ وافر مقدار میں استعمال کرنا کینسر کے لیے انتہائی مفید ہے۔

بقدرِ ضرورت سیاہ زیرہ پیس کر سفوف بنائیں، اور صبح، دوپہر اور شام تین رتی کے بقدر تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں، کینسر کے لئے مجرب وکارآمد نسخہ شمار کیا گیا ہے۔

خالص ہلدی کا کثرت سے استعمال کرنا اور دھماسا، جس کو دھمیاں بھی کہتے ہیں، اس کا قہوہ استعمال کرنا کینسر میں نہایت مفید ہے۔ جسم کے کسی بھی حصہ کے کینسر میں "قسطِ شیریں" اور "کلونجی" بہترین علاج ہے۔

ایک کلو زیتون کے تین میں 100 گرام ہلدی ملا کر پکائیں، اور بعد میں نیم گرم دو تین قطرے پینے کے لیے استعمال کریں، یہ نسخہ بھی کینسر کے لیے مفید ہے۔

آڑو کی گٹھلی کا مغز یا خوبانی کی گٹھلی کا مغز بھی تھوڑی مقدار میں ہر گھنٹہ بعد استعمال کرنا بھی کینسر کے لیے مفید ہے۔

آنتوں کے کینسر میں مریض کو ناشتہ میں جَو کا دلیہ شہد ڈال کر دینا مفید ہے۔

زخموں کو بھرنے کے لیے مہندی کے پتے نہایت مفید ہیں۔

خوراک کے ساتھ آدھا گرام مہندی کے پتے شامل کیے جائیں، مہندی کا جوشاندہ بھی مفید ہے۔ (جاری ہے)

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ **مفتی محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

❏......28 / ربیع الآخر / 5 / 12 / 19 / جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔

❏......23 / 30 / ربیع الآخر، 7 / 14 / 21 / جمادی الاولیٰ، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کی اصلاحی مجلس حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

❏......27 / ربیع الآخر، 4 / 11 / 18 / جمادی الاولیٰ، جمعرات بعد ظہر شعبہ حفظ کی بزمِ ادب منعقد ہوتی رہی، ہر اتوار بعد ظہر، شعبہ ناظرہ کی بزم بھی ہوتی رہی۔

❏......23 / ربیع الآخر، اتوار، مولانا نعمان اللہ نعمانی صاحب زید فضلہٗ (شیخ الحدیث: جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی) دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی۔

❏......24 / ربیع الآخر، پیر، جناب شکیل عثمانی صاحب بعد مغرب تشریف لائے، بعض علمی مباحث پر گفتگو ہوئی۔

❏......28 / ربیع الآخر، جمعہ، بعد عشاء، مولانا غلام بلال صاحب کا نکاح، مورگاہ میں حضرت مدیر صاحب نے پڑھایا، ادارہ غفران کے متعدد اہلِ علم حضرات بھی شریک تھے۔

❏......29 / ربیع الآخر، ہفتہ، بعد عشاء، معراج شادی ہال کمیٹی چوک میں مولانا غلام بلال صاحب (معاوِن ورفیق دارالافتاء: ادارہ غفران) کا ولیمہ ہوا، احبابِ ادارہ مدعو وشریک تھے، اللہ تعالیٰ اس رشتۂ ازدواج میں ہر طرح کی خیر وبرکت دے۔

❏......30 / ربیع الآخر، اتوار، شعبہ ناظرہ بنین کا شش ماہی امتحان ہوا۔

❏......3 / جمادی الاولیٰ، بدھ، شعبہ حفظ کا ششماہی امتحان قاری فضل الحکیم صاحب زید مجدہٗ نے لیا۔

❏......7 / جمادی الاولیٰ، شعبہ ناظرہ بنات وشعبہ دراسات للبنات کا شش ماہی امتحان ہوا۔

❏......4 / جمادی الاولیٰ، جمعرات، صبح 9 بجے، دارالافتاء کے نو آموز رفقاء کی ہفتہ وار تربیتی مجلس ہوئی۔

❏......5 / جمادی الاولیٰ، جمعہ، بعد عشاء، جناب حاجی شوکت محمود مدنی صاحب کی بچی کی شادی کی تقریب ہوئی، حضرت مدیر صاحب اور دارالافتاء کے احباب، شوکت صاحب کی دعوت پر شریک ہوئے۔

❏......8 / جمادی الاولیٰ، بروز پیر، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب کا جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰ (رحیم ٹاؤن،

Idara Ghufran

نیوشکریال،راولپنڈی)میں بیان ہوا۔

□...... 9/ جمادی الاولیٰ، منگل، مولانا طلحہ مدثر صاحب (رفیق دارالافتاء) اپنے والد کے ہمراہ چلہ کی جماعت میں رخصت لے کر تشریف لے گئے۔

□...... 12/ جمادی الاولیٰ، جمعہ، حضرت مدیر صاحب نے کچا سٹاپ (ویسٹریج تھری) میں مولانا مبین صاحب کی دعوت پر ان کی مسجد میں جمعہ پڑھایا۔

□...... 19/ جمادی الاولیٰ، جمعہ، دن گیارہ بجے، حضرت مدیر صاحب، جناب مبشر ندیم خان صاحب کی نئی دوکان کے افتتاح کے سلسلہ میں اسلام آباد بلیو ایریا تشریف لے گئے، جہاں آپ نے دعاء فرمائی۔

□...... 19/ جمادی الاولیٰ، جمعہ، بعد نمازِ عشاء، بندہ امجد نے حاجی لائق جان صاحب کی دعوت پر مسجد خادو خان (نزد راول چوک) میں درسِ قرآن دیا۔

□...... 20/ جمادی الاولیٰ، ہفتہ، حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب زید لطفہٗ (مہتمم: جامعہ اشرفیہ، لاہور، وچیئرمین پنجاب علماء بورڈ) دارالافتاء میں مختصر وقت کے لیے تشریف لائے، دارالافتاء کے حضرات نے آپ کا استقبال کیا، حضرت مدیر صاحب کے ساتھ ملاقات ومجالست ہوئی، اورادارہ واحباب کے لیے دعاء فرمائی۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 92 ''اخبارِ عالم''﴾

14/فروری: پاکستان: پنجاب اسمبلی کے سامنے خودکش دھماکہ، 14 شہید، 80 سے زاید زخمی، ڈی آئی جی ٹریفک، اور ڈی آئی جی آپریشن بھی شہداء شامل، صوبے میں ایک روزہ سوگ اور تاجر تنظیموں کا کاروبار بند رکھنے کا اعلان 15/فروری: پاکستان: ڈرگ ایکٹ نافذ کردیا گیا، گورنر کے دستخط کے بعد حکومت نے نوٹیفکیشن جاری کردیا، دیگر 6 قوانین کی منظوری 16/فروری: پاکستان: پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں مسلسل تیسری مرتبہ اضافہ، فی لیٹر قیمت میں ایک ایک روپیہ اضافہ، لائٹ ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتیں برقرار 17/فروری: پاکستان: چینی تعاون سے 16 جے ایف 17 تھنڈر طیارے پاک فضائیہ میں شامل، طیارے آواز سے جدید ترین دگنی رفتار اور 55 ہزار فٹ بلندی تک پرواز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں 18/فروری: پاکستان: پاکستان متبادل توانائی سے استفادے میں بھارت سے آگے، گرین زون کے حوالے سے پاکستان کے 77، بنگلہ دیش 67، اور بھارت کے 57 پوائنٹ 19/فروری: پاکستان: پاک فوج کی افغانستان میں کاروائی، 20 دہشتگرد ہلاک، سرحدی علاقے خالی کرالئے گئے 20/فروری: پاکستان: پاکستان کے روس سے 4 ایم آئی 35 ہیلی کوپٹر فوری خریدنے کا فیصلہ، عملدرآمد ممکن بنانے کے لیے ہنگامی طور پر ایک ایل سی کھولی جائے گی۔

اخبارِ عالم **مولانا غلام بلال**

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/جنوری/2016ء/22/ربیع الثانی/1438ھ : پاکستان: پاکستان اسٹاک ایکس چینج کے 40فیصد حصص چین کو فروخت، شنگھائی کنسورشیم نے سے سب سے زیادہ 28روپے کی بولی دے کر 8ارب 96 کروڑ رووپے میں 32 کروڑ حصص خرید لیے، فروخت کرنے کے لیے عالمی سطح پر بولی لگائی گئی تھی 22/جنوری: پاکستان: پاراچنار، سبزی منڈی میں دھماکہ، 25جاں بحق، 60زخمی، فضا سوگوار، 3روزہ سوگ کا اعلان 23/جنوری: پاکستان: آرمی چیف کا مجوزہ دورہ کابل، پاکستان افغانستان سے مذاکرات میں سخت مؤقف اپنانے کے لیے تیار 24/جنوری: پاکستان: حکومت نے سندھ طاس معاہدے پر قانونی جنگ لڑنے کے لیے ٹاسک فورس بنادی، ٹاسک فورس بھارتی خلاف ورزیوں کا معاملہ نائب صدر عالمی بنک کے ساتھ اٹھانے کی حکمتِ عملی تیار کرے گا 25/جنوری: پاکستان: 2200 کلومیٹر تک مار کرنے والے پہلے ڈرون میزائل ''ابابیل'' کامیاب تجربہ، زمین سے زمین تک مختلف ٹھکانے تباہ کرنے اور ایک سے زیادہ وار ہیڈ لے جانے کی صلاحیت 2 چینی جہاز پاکستان میری ٹائم سیکورٹی کے بیڑے کا حصہ بن گئے، جدید ٹیکنالوجی سے لیس پنجاب اسمبلی: قرآنی تعلیم لازمی قرار دینے کی قرارداد منظور 26/جنوری: پاکستان: جنوبی ایشیا میں کرپشن کم کرنے والے ممالک میں پاکستان کا دوسرا نمبر، چین 12درجے بہتری کے ساتھ پہلے نمبر پر رہا، ڈنمارک، نیوزی لینڈ اور فن لینڈ کرپشن سے پاک ممالک قرار، بھارت کی صرف 5درجے بہتری، ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے رپورٹ جاری کردی 27/جنوری: پاکستان: مردم شماری کے لیے فوج کی خدمات فراہم کرنے کی منظوری، 2لاکھ سے زائد فوجی جوان مردم وخانہ شماری میں فرائض انجام دیں گے، آرمی چیف نے پلان کی منظوری دے دی 28/جنوری: پاکستان: سی پیک کی حفاظت کے لیے 95 میٹر طویل بحری جہاز کی تیاری شروع، جدید اسلحے اور خودکار دفاعی سامان سے لیس جہاز 26 ناٹیکل میل کی رفتار سے گشت کرے گا 29/جنوری: پاکستان: پنجاب حکومت اور ترکی میں شمسی توانائی پلانٹ کے معاہدے پر دستخط، 100 میگاواٹ پر مشتمل سولر پاور پلانٹ بہاولپور میں 6ماہ میں لگایا جائے گا 30/جنوری: پاکستان: سرکاری اسکیم کے تحت حج کرنے والوں کے لیے مزید مراعات کا اعلان، منیٰ میں 3وقت کھانا اور مسجدِ نبوی کے قریب رہائش دی جائے گی، ایئرپورٹ سے ہوٹل اور مکہ لے جانے کے لیے نئی بسوں کا انتظام کیا جائے گا 31/جنوری: کینیڈا: مسجد میں فائرنگ، 6نمازی شہید، 2مشتبہ افراد گرفتار، کینیڈین وزیرِ اعظم کی مذمت یکم/فروری:

Idara Ghufran

پاکستان: پیٹرول اور ڈیزل کی قیمت میں مزید سوا 2 روپے کا اضافہ، نرخوں کا اطلاق 15 روز رہے گا ☚ ایل پی جی کی قیمت میں 10 روپے فی کلو اضافہ، نوٹیفکیشن جاری ✍ 2/فروری: پاکستان: اقتصادی راہداری منصوبے کا حجم 55 ڈالر تک پہنچ گیا، قبل المدتی منصوبے رواں سال اور آئندہ سال، طویل المدتی منصوبے 2030 تک مکمل ہوں گے ✍ 3/فروری: پاکستان: بجلی کی قیمت میں 2 روپے 21 پیسے فی یونٹ کمی ✍ 4/فروری: پاکستان: نواز، عمران مقبول ترین، زرداری، الطاف، قادری ناپسندیدہ سیاستدان، صوبوں میں پہلے نمبر پر پنجاب حکومت، اور دوسرے نمبر پر خیبر پختونخوا حکومت آ گئی، انٹرنیشنل ری پبلکن انسٹی ٹیوٹ ☚ قومی اسمبلی: ریاستی سرپرستی میں پنچایت سسٹم کے قیام کا بل منظور، تنازع جاتی تصفیہ کے تحت فوجداری و دیوانی تنازعات کے جلد حل کے لیے پنچایت اور مصالحتی کمیٹیاں قائم ہوں گی ✍ 5/فروری: امریکہ: 7 ممالک کے ویزا ہولڈرز کے لیے ٹرمپ کی جانب سے لگائی گئی امریکی سفری پابندی ختم، امریکی وفاقی عدالت کی جانب سے 2 ریاستوں کی درخواست پر صدارتی حکم نامہ معطل، تمام ویزا رکھنے والوں کو امریکا آنے کی اجازت ہوگی ✍ 6/فروری: پاکستان: یومِ یکجہتی کشمیر، پوری قوم مظلوم کشمیریوں کی آواز بن گئی، پارلیمنٹ کی جانب سے اقوامِ متحدہ کو تنازع کشمیر پر منظور کردہ قراردادوں کی پاسداری کی یادداشت پیش، آزادی کشمیر کی حمایت اور بھارتی مظالم کے خلاف متفقہ قرارداد منظور ☚ کراچی تبلیغی اجتماع ختم، 20 لاکھ افراد نے شرکت کی ✍ 7/فروری: پاکستان: جے ایف سیون تھنڈر کے جدید ترین بلاک تھری کی تیاری کا فیصلہ، وزارتِ دفاع نے اجازت دیدی، منصوبے کے لیے ابتدائی کام بھی مکمل، ضروری بجٹ بھی مختص کر دیا گیا ☚ وزیرِ اعظم نے براس مل کی اپ گریڈیشن کا افتتاح کر دیا، پیداوار 8 ہزار میٹرک ٹن سے بڑھ کر 24 ہزار ٹن ہوگئی ✍ 8/فروری: پاکستان: الیکشن کمیشن خودمختار، سیاسی جماعتیں 5 فیصد ٹکٹ خواتین کو دینے کی پابند ہوں گی ✍ 9/فروری: پاکستان: سری لنکا میں خوش سالی، وزیرِ اعظم کی ہدایت پر پاکستان نے 25 میٹرک ٹن چاول روانہ کر دیے ✍ 10/فروری: پاکستان: کثیر الملکی بحری مشقیں آج سے بحیرۂ عرب میں شروع ہوں گی، امن مشقوں میں حصہ لینے کے لیے روس کے بحری جہاز پہلی مرتبہ کراچی پہنچ گئے، امریکا، جاپان، برطانیہ، آسٹریلیا سمیت اہم ممالک شامل ✍ 11/فروری: پاکستان: پنجاب: 9 ڈویژنز میں موٹر بائیکس ایمبولینس سروس کی منظوری، باقی شہروں میں بھی جلد شروع کرنے کی نوید ✍ 12/فروری: پاکستان: لاہور: چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے سیشن ججوں کو اہم فیصلے ویب سائٹ پر جاری کرنے کی ہدایت ✍ 13/فروری: مقبوضہ کشمیر، قابض فوج نے 6 کشمیری شہید کر دیئے، جھڑپ میں 2 بھارتی فوجی ہلاک

﴿بقیہ صفحہ 90 پر ملاحظہ فرمائیں﴾